REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲   شمارہ ۳۹

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
ششماہی ...
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پونڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۱۴ ہجری   ۳۰ تبوک ۱۳۷۲ ہش   ۳۰ ستمبر ۱۹۹۳ء

بنام شریف الحسن

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۲۴ ستمبر: (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں

الحمد للہ۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں ❊

ظلومیت کی صفت جو مومن میں ہے اس کو خدا تعالیٰ کا پیارا بنادیتی ہے

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ظلومیت کی صفت جو مومن میں ہے یہی اس کو خدا تعالیٰ کا پیارا بنادیتی ہے اور اسی کی برکت سے مومن بڑے بڑے مراحل سلوک کے طے کرتا اور ناقابل برداشت تلخیاں اور طرح طرح کے دوزخوں کی جلن اپنے لئے بخوشی خاطر قبول کرلیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے جس جگہ انسان کی اعلیٰ درجہ کی مدح بیان کی ہے اور اس کو فرشتوں پر بھی ترجیح دی ہے۔ اس مقام میں اس کی یہی فضیلت پیش کی ہے کہ وہ ظلوم اور جہول ہے جیساکہ وہ فرماتا ہے فَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ یعنی اس امانت کو جو ربوبیت کا کامل ابتلا ہے جس کو صرف عبودیتِ کاملہ اٹھا سکتی ہے، انسان نے اٹھالیا کیونکہ وہ ظلوم اور جہول تھا یعنی خدا تعالےٰ کے لئے اپنے نفس پر سختی کرسکتا تھا اور غیر اللہ سے اس قدر دور ہوسکتا تھا کہ اس کی صورت علمی سے بھی اس کا ذہن خالی ہوجاتا تھا۔ واضح ہو کہ ہم سخت غلطی کریں گے اگر اس جگہ ظلوم کے لفظ سے کافر اور سرکش اور مشرک اور عدل کو چھوڑنے والا مراد لیں گے کیونکہ یہ ظلوم جہول کا لفظ اس جگہ اللہ جلشانہ نے انسان کے لئے مقامِ مدح میں استعمال کیا ہے نہ مقامِ ذم میں۔ اور اگر نعوذ باللہ یہ مقامِ ذم میں ہو تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ سب سے بدتر انسان ہی تھا جس نے خدا تعالےٰ کی پاک امانت کو اپنے سر پر اٹھالیا۔ اور اس کے حکم کو مان لیا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۵۸)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۳ء

عرفانِ الٰہی کے بغیر تبتّل نصیب نہیں ہوسکتا

ہر خطرے کی حالت میں اگر انسان خدا کی پناہ تلاش کرے تو یہی فرار الی اللہ ہے!

اگر سالک اپنا سفر آسان کرنا چاہتا ہے تو ملاقات کا خیال غالب رکھے

از سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ (الذاریات: ۵۰ تا ۵۲)

پھر فرمایا جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا دنیا سے بھاگ کر اللہ کی طرف جانے سے تعلق ہے اس سے پہلے خطبات کے سلسلہ میں توحید کا مضمون بیان ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے توحید پر اور تبتّل الی اللہ پر کما حقہٗ، بڑی شان کے ساتھ قائم ہونے کی توقع رکھتے تھے۔ حضور انور نے تبتّل کی لغوی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے معنے خود کٹ کر کسی چیز سے الگ ہوجانے کے ہیں۔ اور یہ لفظ خالصۃً اللہ تعالیٰ کے تعلق کے لئے ظاہر کیا گیا ہے۔ لہذا اس کا معنی غیر اللہ سے کٹ کر خالصۃً اللہ کا ہوجانا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توحید کے مضمون کو پہلے بیان فرمایا ہے اور تبتّل کے مضمون کو بعد میں۔ جوں جوں میں نے غور کیا تو یہ بات یقین سے میرے دل میں گڑھتی گئی کہ حضورؑ نے جو ترتیب بدلی ہے یہ آپ کے عارف باللہ ہونے کی عظیم الشان دلیل ہے۔ غور کرنے سے یہ بات کھلتی جاتی ہے کہ اصل تبتّل خدا کے وجود سے پیوند کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بغیر نہیں۔ فرمایا کوئی معقول آدمی اس وقت تک اگلا قدم نہیں اٹھاتا جب تک آگے قدم رکھنے کی جگہ نہ دیکھ لے۔ اسی طرح زمیندار پیوند کرتے وقت ایک شاخ کو اصل کے ساتھ جڑا رہنے دیتے ہیں جب تک دوسری سے پختہ پیوند نہ ہوجائے۔ اسی ترتیب کی حکمت کے پیشِ نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا کہ تمہیں سچا تبتّل نصیب نہیں ہوسکتا۔ جب تک خدا سے سچا پیار نہ ہو، اس کے ساتھ تعلق قائم ہوگا تو تبتّل کی توفیق ملے گی۔

حضور نے مذکورہ آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جوڑے پیدا کرکے اپنی طرف دوڑنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آیتِ کریمہ کی تشریح بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جس طرح دنیا میں انسانوں کے جوڑے ہیں اسی طرح روح کا جوڑا اللہ کی ذات ہے۔ اگر دنیا میں ہی روح کا جوڑا تلاش کروگے تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ روح کو بالآخر خدا سے تعلق باندھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ہے کہ اعلان کرو، اے لوگو! میں تمہیں ڈرانے والا ہوں کہ اللہ کی طرف دوڑو جو تمہاری روحوں کا حقیقی جوڑا ہے باقی سب جوڑے دھوکہ ہیں۔ ان میں کوئی حقیقت نہیں۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰ر تبوک ۱۳۷۲ ہش

اجتماعات دینی تربیت کا ایک اہم ذریعہ ہیں

بفضلہٖ تعالیٰ دُنیا بھر میں ذیلی تنظیموں خُدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات اور تربیتی جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ ہر خُطبہ جُمعہ میں ان کا اعلان فرماتے ہیں۔ اس طرح ان اجتماعات میں ساری دُنیا کے احمدی احباب کی دُعائیں شامل ہو جاتی ہیں۔

قبل ازیں ان اجتماعات کے لئے حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ سے تازہ پیغام کی درخواست کی جاتی تھی۔ اور از راہِ شفقت ان اجتماعات کے لئے حضور کی طرف سے پیغام موصول ہو جاتا تھا۔ اب یہ سلسلہ اِس قدر وسعت اختیار کر گیا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ :-

" ان سب اجتماعات کے لئے کوئی الگ پیغامات تو اب بھیجنے ممکن نہیں ہیں اور اس کثرت سے اجتماعات اب منعقد ہو رہے ہیں کہ ناممکن ہے کہ سب اجتماعات کے لئے الگ الگ پیغامات بھیجے جائیں۔ خطبہ جمعہ ساری جماعت کے لئے پیغام ہوتا ہے۔ اور تمام ذیلی تنظیمیں اس میں شامل ہوتی ہیں پہلے خطبات کی نصیحتوں پر عمل کر لیں اور نصیحتیں ختم ہو چکی ہوں تو پھر آپ کا حق ہے اَور مانگیں۔ لیکن پہلی ختم نہ ہوئی ہوں اور مزید کے مطالبے شروع ہوں تو یہ درست نہیں ہے۔ اِس لئے ہر جُمعے کا خطبہ آپ سب کے لئے پیغام ہے۔ اور ساری دُنیا کی جماعت کے لئے قدرِ واحد کے طور پر پیغام ہوتا ہے۔ اور اسی کو اپنا پیغام سمجھیں "

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۳ء)

پس تمام مجالس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اجتماعات کے دَوران اور بالخصوص ہر جُمعہ کے روز بالاہتمام حضور انور کا خطبہ جمعہ غور سے سُنیں اور کوئی فرد بھی اس سے محروم نہ رہے۔ اب تو خدا تعالیٰ نے ایسے انتظامات کر دیئے ہیں کہ حضور کا خطبہ اسی وقت ساری دُنیا میں ٹیلیویژن اور ریڈیو پر نشر ہوتا ہے اور کوئی خطۂ ارض نہیں جہاں نہ سُنا جا سکے۔ حضور انور کے بصیرت افروز خطبات آپ کے الفاظ میں سُننے کے بعد ہر شخص کے علم و ایمان میں نہ صرف اضافہ ہوتا ہے بلکہ موجود الوقت پائی جانے والی برائیوں اور خرابیوں کی بروقت نشاندہی ہو جاتی ہے۔ اور پتہ چل جاتا ہے کہ کونسا راستہ غلط ہے جس کو چھوڑنا چاہیئے۔ اور کس راستہ کو اختیار کرنا چاہیئے۔ پس انفرادی اور اجتماعی رنگ میں پُوری کوشش کرنی چاہیئے کہ کوئی فرد بھی حضور کے خطبات کو سُننے سے محروم نہ رہے۔ اور پھر جو تحریک کانوں تک پہنچے دِل و جان سے اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ حضور کا خطبہ جمعہ جماعتی و انفرادی تربیت کے لئے بُنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات میں سلسلہ وار بعض اُمور کی طرف احبابِ جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ ان میں سب سے اہم نماز کا قیام اور اس پر پابندی کرنا، دعوت اِلَی اللہ میں ہر فرد کا شامل ہونا اور خدمتِ خلق و انسانیت میں حصّہ لینا ہے۔ الغرض حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہی تمام دینی اُمور کا خلاصہ ہیں۔ اسی طرح امام جماعت مختلف وقتی تحریکات کے لئے بھی توجہ دِلاتے ہیں۔ پس جہاں ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ ان باتوں کی طرف دھیان دے وہاں اجتماعات کے موقعہ پر بحیثیت تنظیم ہمیں جائزہ لینا چاہیئے کہ کہاں تک ہم نے منصوبہ بندی کے ساتھ ان پر عمل کیا ہے اور اگر کسی طرح کی کمی رہ گئی ہے تو اس کا سبب کیا ہے اور اس کو پورا کرنے کے لئے کونسے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔

ایک اَور اہم بات یہ ہے کہ ہمارے دینی اجتماعات دنیا کے میلوں کی طرح نہیں ہوتے کہ کچھ لہو و لعب کیا اور میلہ ختم ہُوا۔ دُور دُور سے ممبران ان اجتماعات میں خوشنودیٔ خدا کی خاطر تشریف لاتے ہیں اور یہی وہ دِن ہوتے ہیں جن میں انسان باقی تمام اُمور کا حرج کرتے ہوئے دینی مجالس کے لئے وقت دیتا ہے۔ پس چاہیئے کہ اس رنگ میں پروگراموں کو ترتیب دیا جائے کہ کوئی لمحہ بھی رائیگاں نہ جائے۔ اور ان پروگراموں پر پُوری محنت اور مستقل مزاجی سے عمل کیا جائے۔ جس قدر ان پر عمل ہوگا اسی قدر ان کی کامیابی کی اُمید ہو سکتی ہے۔ دینی و رُوحانی ماحول میں اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کا زیادہ موقعہ ہوتا ہے۔ اِس لئے دینی پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لئے ہر فرد کو حصّہ لینا چاہیئے۔ اور یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات حاضری بہت کم ہوتی ہے۔ الغرض پُوری دِلچسپی، ذوق و شوق اور بھرپور حصّہ لے کر ہمیں ان دینی و تربیتی اجتماعات کو کامیاب کرنا چاہیئے۔ تاکہ جہاں ان سے دینی استفادہ ہو، حصولِ رضائے الٰہی کا بھی ایک زینہ طے ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(قریشی محمد فضل اللہ)

جواہر پارے

ذیلی مجالس کے بانی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ نے فرمایا :-

" اگر ایک طرف نظارتیں جو نظام کی قائم مقام ہیں عوام کو بیدار کرتی رہیں اور دوسری طرف خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ جو عوام کے قائم مقام ہیں نظام کو بیدار کرتے رہیں تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کسی وقت جماعت کُلی طور پر گر جائے اور اس کا قدم ترقی کی طرف اُٹھنے سے رُک جائے۔ جب بھی ایک غافل ہوگا دوسرا اُسے جگانے کے لئے تیار ہوگا۔ جب بھی ایک سُست ہوگا دوسرا اسے ہوشیار کرنے کے لئے آگے نکل جائے گا کیونکہ وہ دونوں ایک ایک حصّہ کے نمائندہ ہیں۔ ایک نمائندہ ہیں نظام کے اور دوسرے نمائندہ ہیں عوام کے۔"

(الفضل ۱۷ر نومبر ۴۲ء)

" فیشن اور سماج کے رواج تمہیں مرعوب نہ کرنے پائیں۔ انبیاء کی تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھو وہ کہاں فیشن سے مرعُوب ہوتے تھے؟ انہوں نے کب نوکریاں چلے جانے کے ڈر سے اپنے فرائض کی صحیح ادائیگی چھوڑ دی تھی؟ کلمۂ حق کو ہر حال میں نڈروں کی طرح پہنچانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مجھے ہرگز ان عقلمندوں کی ضرورت نہیں جو قدم قدم پر لوگوں سے مرعوب ہوتے پھریں۔ بلکہ مجھے ان دیوانوں اور پاگلوں کی ضرورت ہے جو خدا کی بات منوا کر ہی چھوڑیں۔ اپنے اندر عمل کا جذبہ پیدا کرو اور دُنیا والوں کے تمسخر کی پرواہ نہ کرو۔ یاد رکھو تعریف وہی اچھی ہے جو آسمان پر ہو۔ دُنیا والوں کی تعریف اس آسمانی تعریف کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی "

" قواعد کی پابندی ہر حالت میں لازمی ہوتی ہے۔ جو قومیں ڈھیلی ہو کر قواعد سے توڑنے کا جواز نکالنا شروع کر دیتی ہیں ان کی ذہنیتیں شکست خوردہ ہو جاتی ہیں۔ افسر جو قانون بنائیں سب سے پہلے اس پر خود کاربند ہوں "

(الفضل ۴ر نومبر ۱۹۴۹ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا :-

" یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اور بہترین سبق ہے۔ اس لئے احمدی نوجوانوں کو اس طرف پُوری توجہ دینی چاہیئے "

" ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اجتماع میں ہماری پُوری کی پُوری جماعت کی نمائندگی ہونی چاہیئے "

درخواست دُعا محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر اخبار بدر کا چھوٹا بیٹا عزیز نعمان احمد عدیل (وقفِ نو) کئی دنوں سے شدید بخار میں مبتلا ہے احمدیہ شفاخانہ سے علاج کے بعد اب امرتسر میں زیرِ علاج ہے۔ احباب کرام سے عزیز موصوف کی کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

توحید خالص کے مضمون کو جیسے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تحریرات الٰہی کے مضمون کا مطالعہ کریں

کوئی ملک ایسا نہیں رہا جہاں والہانہ جذبوں کے ساتھ عالمگیر بیعت میں شمولیت کے لئے احمدیوں نے تیاری نہ کی ہو

افریقہ کے مجاہدین جنہوں نے غیر معمولی اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے وہ خصوصیت سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی دعاؤں کے مستحق ہیں

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۶ر ظہور (اگست) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الفرقان آیت نمبر ۲، ۳

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝

کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا۔

جو توحید سے متعلق خطبات کا سلسلہ شروع تھا آج غالباً یہ اسکی تیسری اور آخری کڑی ہوگی۔ اس کے بعد پھر انشاء اللہ اسی سے تعلق والا اگلا مضمون شروع ہوگا۔ مگر اس سے پہلے میں ایک دو جماعتوں سے متعلق اعلان کرنا چاہتا ہوں جن کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ آج ہمارا جلسہ یا کوئی پروگرام شروع ہو رہا ہے ہمیں بھی اس خطاب میں شامل کرلیں اور اس ذریعہ سے ہمارے افتتاح میں شامل ہو جائیں۔

جماعت احمدیہ ملائشیا کا جلسہ سالانہ ۶۔۷۔۸ر اگست ۱۹۹۳ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ امیر صاحب کی خواہش ہے کہ ان کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

جماعت احمدیہ روڈریگس RODRIGUES

(یہ ماریشس کی محنتوں کا پھل ہے جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطا کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جس کی آزاد ریاست ہے۔ اس میں ماریشس کی جماعت کی کوششوں سے خدا کے فضل سے چند سال پہلے جماعت احمدیہ کا پودا لگا اور اب خدا کے فضل سے بہت مستحکم ہو چکا ہے حال میں جو عالمی بیعتوں کا پروگرام تھا اس میں بھی روڈریگس کی طرف سے خدا کے فضل سے بھرپور شمولیت ہوئی) ان کا پہلا جلسہ سالانہ ۸ر اگست کو ہو رہا ہے۔ لیکن ان کی خواہش یہ ہے کہ ۶ر اگست کے جمعہ میں ان کا ذکر کر دیا جائے اور وہی ان کا افتتاح سمجھا جائے۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کی دوسری مرکزی تعلیم القرآن کلاس ۶ر اگست تا ۱۵ر اگست مقرر ہوئی ہے۔ اور ان کی بھی یہی خواہش ہے کہ آج کے خطبہ کے ساتھ ان کی کلاس کا آغاز ہو دنیا میں ہونے والے یہ مختلف جلسے اور اجتماعات اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت احمدیہ کی عالمی دلچسپیوں کا ایک ایسا مرکزی نقطہ بنتے چلے جا رہے ہیں جو خلیفہ وقت کی ذات میں منعکس ہو کر مرکز بن جاتا ہے اور پھر اس کا انتشار ہوتا ہے۔ اس لئے اگرچہ یہ پھیلے ہوئے اجتماعات ہیں۔ لیکن ان کو میں نے مرکزی نقطہ قرار دیا کیونکہ اس سے پہلے یہ ممکن نہیں تھا کہ میں دنیا میں ہونے والے اجتماعات میں ہر جگہ براہ راست شمولیت کر سکوں اور وہ براہ راست ساری دنیا کی عالمگیر جماعت کے دل میں اتر رہے ہوں لیکن اب خدا کے فضل سے یہ ممکن ہو گیا ہے اور دن بدن یہ سلسلے پھیلتے چلے جائیں گے۔ اور یہ بھی توحید ہی کا ایک کرشمہ ہے۔ درحقیقت یہ

توحید کا وہی مضمون ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ وہ جماعت جو خالصۃً للہ ہو جو خدائے واحد و یگانہ پر کامل ایمان رکھتی ہو۔ ہر دوسری چیز اس کی نظر میں خدا کی وحدت کے مقابلہ میں ہیچ ہو اور یہ حقیقت ہو اس پر خدا کا فضل اس طرح نازل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس جماعت کو بھی ایک وحدت میں تبدیل فرما دیتی ہے اور اللہ ہی کا وجود ہے جو ایک عالمگیر وحدت کی شکل میں رونما ہوتا ہے ورنہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اس طرح اپنے قریب پائیں حالانکہ ہمارے درمیان ظاہری فاصلے بھی بیشمار ہیں اور بعض دوسرے فاصلے بھی بیشمار ہیں۔ ظاہری فاصلوں سے یہ مراد ہے کہ آج انگلستان میں جو خطبہ دیا جا رہا ہے۔ روڈرگس آئی لینڈ جو انتہائی جنوبی علاقہ میں واقع ہے اس کا اور ملائشیا کا آپس میں کتنا فاصلہ ہے اور ہمارے ساتھ پھر کتنا فاصلہ ہے۔ اسی طرح کینیڈا شمال اور مغرب کی انتہا میں واقع ہے۔ تو یہ سارے ممالک اور ان کی دلچسپیاں جو جماعت کے گرد گھوم رہی ہیں وہ ایک مرکزی شکل میں خلیفہ وقت کی ذات میں اکٹھی ہوتی ہیں اور پھر ساری دنیا کے دلوں میں دھڑکتی ہیں۔ اسی لئے میں نے دل کا لفظ استعمال کیا تھا کہ یہ ساری تقریبات جماعت کے دلوں میں داخل ہوتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا بیشمار احسان ہے اتنے فضل ہیں کہ اگر ان کا تصور کریں تو انسان خدا تعالیٰ کے شکر سے اپنے آپ کو کلیۃً عاجز محسوس کرتا ہے۔ لیکن شکر جتنا بڑھے گا اتنے ہی فضل زیادہ نازل ہوں گے۔ اسی ضمن میں اس سال کے جلسہ سالانہ سے متعلق بھی چند باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ جلسہ خدا کے فضل سے غیر معمولی تھا۔ یہ تو سب کو خیال تھا کہ غیر معمولی ہوگا۔ لیکن اتنا غیر معمولی یہ تو میرے تصور میں بھی نہیں تھا

عالمی بیعت

کے سلسلہ میں سب دنیا سے فون آ رہے ہیں اور فیکسز مل رہی ہیں۔ ایک بچی نے جو میری بیٹی عزیزہ ہونا کی شادی میں شامل ہونے کے لئے یہاں آئی تھی فون کر کے کہا کہ میں ساری رات روتی رہی آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ اتنا اہم جلسہ ہے۔ میں نے کہا میں نے تو شادی سے پہلے اعلان کیا تھا۔ تنبیہ کی تھی کہ عزیزہ ہونا کی شادی میں شمولیت ہرگز ضروری نہیں جلسے میں شمولیت ضروری ہے اگر آپ نے شامل ہونا ہے تو اس شرط پر شامل ہوں کہ جلسے کو قربان کر کے شامل نہیں ہونا اس کے باوجود اگر غلطی کر گئے ہیں تو اب اور کس طرح سمجھاؤں۔ میں نے اس بچی سے کہا کہ میں اسٹامپ پیپر پر لکھ لکھ کے تو نہیں دے سکتا کہ فلاں چیز اتنی اہم ہے۔ اب مجبوری ہے۔ بہرحال خدا تعالیٰ نے فضل کیا کہ ایک عالمی نظارے کی صورت میں جماعت نے ہر جگہ دیکھ لیا۔ لیکن جو کیفیت شامل ہونے والوں کی تھی اس کا بیان ممکن

نہیں۔ یوں لگتا تھا کہ اللہ اترا ہوا ہے۔ اور فرشتوں کی فوجیں نازل ہو رہی ہیں۔ ایک ایسی روحانی کیفیت تھی کہ اس کا تصور باہر والا انسان نہیں کر سکتا حالانکہ ٹیلی ویژن پر سب کچھ دکھایا گیا اور اثر بھی بہت۔ خطوط ہو رہے ہیں لیکن بیچ میں ہونا اور بات ہے اور باہر سے دیکھنا اور بات ہے۔ یہ جلسہ تمام وحدت کا ایک عظیم نشان تھا۔ اس جلسہ میں شامل ہونے والے مشرق و مغرب، شمال اور جنوب سے آنے والے ایک دوسرے کو قومیت کے اختلاف کی نظر سے نہیں دیکھ رہے تھے۔ مختلف ممالک کے باشندوں کے طور پر نہیں دیکھتے تھے۔ بلکہ براہ راست روحوں کا روحوں سے ملاپ ہو رہا تھا۔ بیچ میں سے جسم غائب ہو رہے تھے۔ امر واقعہ یہی ہے کہ اس چیز کو غیروں نے محسوس کیا۔ ان غیروں نے جو پھر شیدا ہی بن گئے انہوں نے بشدت محسوس کیا۔ افریقہ کے ایک بہت معزز دوست جو پہلے عیسائی تھے اور کٹر عیسائی تھے یعنی کیتھولک عیسائی اور بڑے جوش کے ساتھ عیسائیت کے ساتھ تعلق رکھتے تھے انہوں نے کہا کہ ایک چیز میری سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ آپ جو بات کہتے تھے یوں لگتا تھا وہ دل سے نکلی ہے۔ اور سیدھی دل میں اتر گئی ہے اور جو عالمی منظر تھا اس میں کوئی جغرافیائی قید نہیں تھی۔ ہر شخص ایک دوسرے کی روح کے ساتھ ملا ہوا تھا کہتے ہیں یہ دو باتیں ایسی ہیں جو دنیا میں کہیں اور دکھائی نہیں دے سکتیں اور واقعۃً ان کا یہ تجزیہ بالکل درست تھا میں نے ان سے کہا آپ نے بالکل سچی بات کہی، بڑے ذہین ہیں بعینہٖ یہی دو کیفیات تھیں جن کو میں نے نمایاں طور پر محسوس کیا اور جہاں تک دوسروں سے تعلق کا سوال ہے ان کو میں نے سمجھایا کہ جماعت احمدیہ کا مزاج یہ ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا پھل اور احسان ہے اور اس کا کرشمہ ہے اور اس کا فضل ہے کوئی قوم تو سچے معنوں میں موحد ہو جائے ناممکن ہے کہ جغرافیائی اور قومی تقسیمیں ان کو اور اس قوم کی وحدت میں پیدا ہونے والوں کو ایک دوسرے سے الگ کر سکیں بلکہ جب میں مثلاً افریقہ یا دوسرے ممالک میں دورہ پر جایا کرتا تھا تو واقعۃً کبھی ایک لمحہ کے لئے مجھے احساس نہیں ہوا کہ یہ نائیجیرین ہے اور میں پاکستانی ہوں یہ سیرالیونی ہے اور میں پاکستانی ہوں۔ یہ کینیڈین ہے اور میں پاکستانی ہوں یہ جرمن ہے اور میں پاکستانی ہوں۔ کبھی اپنی پاکستانیت کا واہمہ بھی دل میں نہ آیا تو ان کے مختلف قوموں سے منسوب ہونے کے تصور نے کبھی دل میں جگہ کیسے دیکھا بالکل یوں محسوس ہوتا تھا کہ ایک خدا کی پیدا کردہ روحیں ہیں جو ملا ہوا ہے کر رہی ہیں نہ بیچ میں جسم حائل نہ رنگ حائل نہ قومیت حائل، تو ان کو میں نے سمجھایا کہ یہ احمدیت کی سچائی کا نشان ہے اور اس بات کا نشان ہے کہ ہم سچے موحد ہیں۔ کیونکہ اگر خدائے واحد پر سچا یقین ہے تو اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا اور سوائے ایسی جماعت کے جو توحید پرست ہو اور خالصۃً توحید پرست ہو کوئی دنیا کو امت واحدہ میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ پس خدا تعالیٰ نے جو احسانات ہم پر فرمائے ہیں "لفظ فرمائے" جو ماضی کا ذکر ہے یہ غالباً مناسب نہیں جو فرماتا رہا ہے۔ فرماتا چلا جا رہا ہے اور دن بدن ان کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ سب توحید ہی کا کرشمہ ہے اگر ہمارے دل ان معنوں میں موحد رہیں ان معنوں میں جن معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دل موحد تھا۔ تو یہ طبعی فضل ہیں جو خود بخود نازل ہوتے رہیں گے۔

توحید کے مضمون سے متعلق ایک بات یاد رکھنے کے لائق ہے

کہ وہ موحد فرقے جن کے دلوں میں توحید سے سختی پیدا ہوتی ہے، جن میں رعونت پیدا ہو جاتی ہے جو دوسروں کو تحقیر کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں وہ "نام کا" موحد نہیں ہیں۔ کیونکہ توحید کی وہ علامتیں جو نور مصطفوی کی صورت میں جھلملائیں اور چمکیں اور کل عالم کو منور کیا وہ صفات یہ صفات نہیں، توحید کی وہ صفات جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دل پر جلوہ گر ہو کر آپ کی فطرت کا جزء بن گئی تھیں کوئی فرق باقی نہیں رہا تھا، وہ توحید کا منظر تھا اگر کسی نے دیکھنا ہو تو اس کو دیکھے اگر آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت ہو تو دیکھے کس انکسار سے لطف اندوز ہوں، کامل انکسار بن گئے تھے توحید

کے بعد تمام دنیا کے لئے مجسم رحمت بن گئے تھے چھوٹے بڑے کی سب تفریق مٹ گئی تھی، قومیت کی یہ تفریق اس طرح زائل ہو گئی تھی جیسے نور کے آنے سے اندھیرے زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ حقیقی توحید کا منظر ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات میں چمکا ہے۔ یہ وہی نور ہے جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ نُورٌ عَلٰی نُور۔ وہ نور توحید کا نور تھا جو پہلے ہی آپ کے دل میں جلوہ گر تھا اسی نور نے آسمان کے نور کو کھینچا ہے اور ان دونوں نوروں کے ملنے سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ پس یہ وہ توحید ہے جس کی میں جماعت کو تعلیم دیتا ہوں۔ ایسی توحید جس کے نتیجے میں بنی نوع انسان سے محبت بڑھتی چلی جائے، ایسی توحید جس کے نتیجے میں تمام فاصلے قطع ہو جائیں اور باوجود فاصلوں کے ہم ایک دوسرے سے ملے ہوئے محسوس ہوں کوئی جغرافیائی حدود ہماری راہ میں حائل نہ رہیں، کوئی رنگ و نسل کی تمیز ہماری راہ میں حائل نہ رہے، ہم بحیثیت انسان ایک دوسرے سے محبت کریں، بحیثیت انسان ایک دوسرے کو دیکھیں اور بحیثیت انسان ایک دوسرے کے دلوں کے ساتھ ہمارے دل دھڑکیں ہم آہنگ ہو جائیں یہ موحد کی نشانی ہے۔ اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں موحد بنایا ہے اس توحید کی حفاظت کریں خواہ جان دے کر حفاظت کرنی پڑے، مال قربان کر کے حفاظت کرنی پڑے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کا یہ وہ سب سے پیارا پھل ہے جو ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم اور آپ کے اسوہ کے ذریعہ عطا ہوا ہے۔ اس کے سوا دنیا میں کوئی قوم توحید کا حقیقی نظارہ پیش نہیں کر سکتی۔ عیسائیت بھی تو دنیا میں پھیل رہی ہے بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے مگر کہاں قوموں کو عیسائیت نے ایک جان بنایا ہے؟ اور دوسرے مذاہب اور فرقے ہیں وہ بھی اپنے اپنے زور مار رہے ہیں کوشش کر رہے ہیں کہ دنیا پر غلبہ ہو لیکن امت واحدہ بنانے کا منظر جماعت احمدیہ کے سوا کل عالم میں آپ کو کہیں دکھائی نہ دے گا۔ اس کا تعلق دلوں کی سچائی سے ہے۔ اس کا تعلق روحوں کے تقویٰ سے ہے۔ جب تک وہ روحیں جو خدا تعالیٰ سے محبت کریں اور خدا کا خوف رکھتی ہیں، وہی تقویٰ ہے جو نور بنتا ہے۔ وہی تقویٰ ہے جو کل عالم کو روشن کرے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور اسی کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے۔ جب فرمایا کہ ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کزرع ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جماعت کے اعلیٰ مقاصد سے متعلق یہ پہلا تصور ہے۔ کہ یہ ہو تو پھر یوں ہو جائے۔ آگے پھر تین باتیں اور بیان ہوئی ہیں جن کے متعلق انشاء اللہ میں بعد میں بیان کروں گا۔ اس ضمن میں مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ

افریقہ کے مجاہدین

جنہوں نے غیر معمولی اخلاص اور جانکاہی کے ساتھ خدمت کی ہے وہ خصوصیت سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ خدمت کرنے والوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک کو حصہ ملا ہے، کوئی ملک ایسا نہیں رہا جہاں والہانہ جذبوں کے ساتھ عالمگیر بیعت میں شمولیت کے لئے احمدیوں نے تیاری نہ کی ہو کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے نوکریوں سے چھٹیاں لے لیں کچھ ایسے تھے جنہوں نے اپنی تجارتوں کو اپنے بچوں کے سپرد کیا اور کہا یہ تین چار مہینے ہم سے کوئی اور بات نہ کرو۔ ان کے جو خط مل رہے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے بعد وہ تھکے نہیں بلکہ جذبے پہلے سے بھی زیادہ شدت

سکے ساتھ بیدار ہوئے ہیں اور ہیجان کی کیفیت کم ہونے کی بجائے اور زور پکڑ گئی ہے۔ چنانچہ انہی میں سے ایک آدمی کا مجھے خط ملا کہ تین مہینے کا کام سمجھ کے میں نے بڑے جوش سے حصہ لیا اب تو یوں لگتا ہے کہ اس کام کو میں کبھی چھوڑ ہی نہیں سکتا اور ہر دوسری چیز کو قربان کر سکتا ہوں۔ مگر جو لطف مجھے اس تین مہینے میں خدمت کا آگیا ہے ساری زندگی میں کبھی ایسا لطف محسوس نہیں ہوا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ باقی سب بھی اسی جذبے سے معمور ہوں گے۔ لیکن افریقہ میں جن خدمت کرنے والوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان کا پھر بھی اپنا الگ مقام ہے۔ ان کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی قربانیوں کی توفیق عطا فرمائی ایک بہت ہی بااثر اور بارسوخ پیراماؤنٹ چیف نے مجھ سے بیان کیا کہ میری احمدیت کی وجہ تو دراصل آپ کے مبلغین کی قربانیاں ہیں۔ کہتے ہیں ایسے علاقے ہیں جہاں ہم بھی رہنے سے ڈرتے ہیں۔ خوفناک مچھر خوفناک کیڑے مکوڑے سانپ بچھو ہر قسم کے گند ایسے زہریلی قسم کے کیڑے ہیں جو جسم میں داخل ہوتے ہیں تو پھر نکالے نہیں جا سکتے کہ زندگی کا عذاب بن جاتے ہیں، کسی چیز کی پرواہ نہیں کی، دریاؤں سے گذرے جنگلوں میں گئے اور بار بار آکر منتیں کرتے تھے کہ خدا کے لئے مان جاؤ، خدا کے لئے مان جاؤ کہتے ہیں اتنا درد تھا، اتنی بیقراری تھی ان کی اپیلوں میں کہ آخر میری ہمت جواب دے گئی میں نے کہا ٹھیک ہے تم ٹھیک کہتے ہو۔ کہتے ہیں جب میں نے یہ فیصلہ کیا تو اچانک دنیا ہی اور دکھائی دی یوں لگتا ہے یہاں سب نور ہی نور ہے اور دوسری طرف کچھ بھی نہیں۔ یہ غیر معمولی قربانی کرنے والے ہیں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جو حصہ لینے والے ہیں ان کی فہرست تو بہت ہی لمبی ہے لیکن جو یہاں تشریف لا سکے ہیں یہ وہ ہیں جنہوں نے ایک دوسرے سے سبقت کے میدان میں غیر معمولی کارہائے نمایاں ادا کئے یا مثلاً ان ملکوں کے امیر ہیں ان کی فہرست تو بہت ہی لمبی ہے لیکن جو یہاں تشریف لا سکے ہیں یہ وہ ہیں جنہوں نے ایک دوسرے سے سبقت کے میدان میں غیر معمولی کارہائے نمایاں ادا کئے یا مثلاً ان ملکوں کے امیر ہیں ان سب کو جن کو یہاں آنے کی توفیق ملی ہے۔ چونکہ میں مل چکا ہوں ان کے متعلق میں جانتا ہوں ان کے ناموں کی فہرست میرے سامنے ہے وہ میں پڑھ کے سنانا چاہتا ہوں تاکہ ان کو بھی اور ان کے پیچھے رہنے والوں کو بھی آپ اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں۔ انشاء اللہ انہوں نے واپس جا کر پھر از سر نو کام شروع کرنے ہیں۔ یہ بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے واپس لے کے جائے ان کے عزم اور حوصلے میں کوئی کمی نہ آئے بلکہ نیا جوش پیدا ہو اللہ ان کے عزموں کی حفاظت فرمائے ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اگلا سال اس سے بھی کئی گنا زیادہ شان و شوکت کے ساتھ تمام دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے والا سال بنے اور امت واحدہ کے جو نظارے ہم دیکھ رہے ہیں ان کی چمک ہمیشہ چکا چوند بن کر ہمارے سامنے ظاہر ہو لیکن ایسی چکا چوند نہ ہو جو نظروں کو اندھا کر دیتی ہے۔ ایسی چکا چوند ہو جو دلوں کو بصیرت سے بھر دیتی ہے اور نیا نور عطا کرتی ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ نائیجیریا کے عبدالرشید اغبولا (ABDUL RASHID AGBOLA) جو امیر ہیں ان کی قیادت میں الحاج ایم ایم حبیبو (M.M. HABIBOU ELHADJ) حسین سنمونو (HOSSAIN SENMONU) احمد الحسن (ALH. AHMAD ALHASSAN) الحاج بشیر احمد اجوئے (ALH. BASHIR OJOYE) الحاج ایم اے نوح (ALH. M.A. NUHU) الحاج ابراہیم نوک (ALH. IBRAHIM NOK) یہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔

بینن میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کام ہوا ہے وہاں سے ہمارے نائب امیر الحاج بسیرو راجی صاحب (ALH. BASSIROU RAJI) تشریف لائے ہیں۔

مارشیس سے امین جواہر، منیر جواہر اور مذکر جواہر (MOZAKIR DONAHIR) یہ تشریف لائے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے ہر ایک نے تبلیغ میں بھرپور حصہ لیا ہے یا نہیں لیکن مارشس کی نمائندگی کی بہر حال ان کو توفیق مل رہی ہے۔

سیرالیون کے خلیل احمد مبشر

جو ساری عالمی تبلیغ کی دوڑ میں اوّل آئے ہیں اور سالہا سال سے سیرالیون نے یہ جھنڈا سب سے بلند رکھا ہوا ہے یہ اور ان کے ساتھی، خدمت کرنے والے احمدیت کی خدمت میں جاں نثاری دکھانے والے۔ عزیز الرحمٰن صاحب ہیں۔ حنیف احمد، افتخار احمد گوندل، پاپاسی بائی سماکارا (PA. P.C.B.I. SAMAKA MARA) عبدالسلام کمارا (ABDUL SALAM KAMARA) پا دورے احمدو کمارا (PA DOURE AHMAD KAMARA) شیخ یونس کانو (SH. UNISKANU) پا باقی (PA BAKI)۔

پھر گیمبیا جو اپنے تین ملکوں کے گروپ کے ساتھ دوسرے درجے پر آیا ہے۔ اس کے داؤد احمد حنیف امیر صاحب، عنایت اللہ زاہد، منور احمد خورشید یہ دونوں عنایت اللہ زاہد اور منور احمد خورشید وہ ہیں جنہوں نے سینیگال میں خصوصی طور پر تبلیغی مہم چلائی اور غیر معمولی خدا کے فضل سے کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ اسی طرح منصور احمد مبشر ہیں۔ عبدالقادر بھٹی صاحب ہیں۔

وہ معلمین جو مقامی معلمین ہیں اور تبلیغی کامیابی میں بہت بڑا سہرا ان کے سر ہے اگر یہ مدد و معاون نہ ہوتے تو شاید کوائف کی شکل بالکل اور ہوتی۔ میں نے خود دورے میں دیکھا ہے۔ افریقن معلمین خدا کے فضل سے بہت ہی روشن دماغ ہیں اور ایسی اچھی تقریریں کرتے ہیں کہ آدمی وجد میں آجاتا ہے۔ اور ترجمہ کرنے کا ایسا فن رکھتے ہیں کہ دنیا میں شاید کسی قوم کو نصیب نہ ہوا ہو۔ ہمارے ہاں بھی ترجمہ کیا جاتا ہے لیکن پاکستان سے شکایت ملی کہ انگریزی سے آپ کی سوال و جواب کا جو اردو ترجمہ ہو رہا تھا اس سے بالکل تسلی نہیں ہوتی تھی۔ ایک صاحب آئے۔ پھر دوسرے صاحب آئے لیکن بات بنی نہیں۔ کیونکہ جو لوگ انگریزی بھی سمجھ رہے تھے اردو بھی سمجھ رہے تھے وہ ساتھ ساتھ موازنہ کر رہے تھے لیکن دوسرے ترجمے جو ہیں وہ اچھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ جو افریقن ہیں یہ تو ایسا اچھا ترجمہ کرتے ہیں، بعض دفعہ میں بھول جاتا تھا کہ ترجمہ ہونا ہے آدھا آدھا گھنٹہ مسلسل خطاب کرتا تھا بیٹھتا تھا تو ایک افریقن معلم ترجمے کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور چونکہ جو بات کہی جائے اس کے مضمون سے ایک انسان کا رابطہ رہتا ہے زبان نہ آنے کے باوجود علم ہو جاتا ہے کہ اس وقت کیا کہہ رہا ہے تو میں حیرت سے دیکھتا رہ گیا کہ تمام مضمون من و عن بیان کیا اور جس موقعہ پر جوش اٹھنا چاہیئے اسی موقعہ پر لوگ جوش سے کھڑے ہوتے تھے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے تھے۔ یہ جو مقامی معلمین ہیں ان سے اور بھی زیادہ استفادہ کرنا چاہیئے ان کا خیال رکھنا چاہیئے ان کی دلداری کرنی چاہیئے۔ ان کی ضرورتیں پوری کرنی چاہئیں۔ تمام افریقہ کے امراء کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ کیڈر کا حساب چھوڑیں جو خدمت دین میں پیش پیش ہیں ان کی ہر قسم کی ذاتی، خاندانی ضروریات پر ویسے نظر ہونی چاہیئے۔ دورے کے وقت ایک موقعہ پر میں نے ایک امیر سے بڑا ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ کہ یہ قانون کو لے کے بیٹھ گئے کہ جی اس کو اتنی تنخواہ ملنی چاہیئے اس کو اتنی ملنی چاہیئے۔ میں نے کہا جماعت کا ایک اور بھی قانون ہے کہ تنخواہوں کے علاوہ جو آپ کے ملازم نہیں بھی ہیں اس کی بھی جو جائز ضرورتیں ہیں جہاں تک توفیق ہو جماعت کو پوری کرنی چاہئیں۔ پس اپنے کارکنان کا خیال رکھنے کا سب سے زیادہ ذمہ دار وہ شخص ہے جس کے ماتحت کچھ خدمت کرنے والے ہیں۔ اگر عام قانون اجازت نہیں دیتا تو دوسرا قانون تو وہ ایسا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ مجھے مطلع کیا کریں، بتائیں کہ ہماری فلاں جگہ اتنے خدمت کرنے والے ہیں۔ ان کی غیر معمولی ضرورتیں ہیں۔ ان کو انشاء اللہ تعالیٰ پورا کیا جائیگا تاکہ خوشی کے ساتھ بغیر کسی فکر کے یہ اس میدان میں دندناتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں اور ان کے اندر غیر معمولی

تبدیلی پیدا کرنے کی طاقتیں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہوئی ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو کویت سے آئے ہوئے علماء سے اس طرح ٹکراتے ہیں کہ شیروں کی طرح انکا مقابلہ کرتے ہیں اور کوئی ان کی پیش نہیں جاتی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ شاید لاعلمی میں پھیل رہی ہے لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ جماعت پر کیا اعتراض ہو رہے ہیں حالانکہ بعض جگہ خصوصیت سے

"رابطہ عالم اسلامی"

کے بھیجے ہوئے مبلغین، ان کا بھیجا ہوا پیسہ اور ان کے لائے ہوئے وعدے، یہ سارے جماعت کی مخالفت میں پورے زور سے کام کر رہے ہیں اور خدا کے فضل سے ہمارے جو مقامی مبلغ اور معلمین ہیں ان کا جواب دیتے ہیں اور لوگ ان کی لالچوں کو بھی رد کر دیتے ہیں اور ان کے جھوٹے دلائل کو بھی رد کر دیتے ہیں۔ پس جو احمدی ہو رہا ہے دشمن سے علی الرغم ہو رہا ہے۔ سب باتیں جان کر پہچان کر ہو رہا ہے۔ مجھ سے اس موقعہ پر بھی ایک چیف صاحب نے کہا کہ ہمیں لالچیں دی گئیں اور کہا کہ اتنی بڑی مسجد بنا کر دیں گے۔ اتنا بڑا مدرسہ بنا کر دیں گے۔ ہم یہ کریں گے ہم وہ کریں گے۔ میں نے کہا میں آپ کی لالچوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر بھی نہیں رکھتا، مجھے خدا نے روشنی دی ہے نور عطا کیا ہے میں اور میری قوم ثابت قدم رہیں گے، چنانچہ ان کو دھتکار کر وہاں سے نکال دیا تو یہ معلمین بھی خدا کے فضل سے اس معاملے میں بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور ہمارے پاکستان سے آئے ہوئے، قربانی کرنے والوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔

موسیٰ چان (MR. MOUSSA CHAM) ہیں جنہوں نے غالباً گنی لساد میں بہت اچھا کام کیا ہے۔ اسماعیل ترارے (ISMAIL TRAORE) ہیں اسی طرح سعید و مان (SAIDOU S. MANNEH) ہیں اور صالح جابی (SALLY JABBIE) ہیں اور ثناء چام (SANA CHAM) ہیں۔ پھر آئیوری کوسٹ سے مکرم COULI BALI BOULASSI ہیں یہ وہاں کے امیر ہیں اور عبد الرشید انور نائب امیر ہیں۔ آدم معاذ کو بالی ADAM MOA... (COLI BALI) یہ وہی ہیں جنہوں نے ابھی آذان دی تھی۔ آدم معاذ یہ مالی کے رہنے والے ہیں وہاں سے یہ وقف کر کے آئے تھے آئیوری کوسٹ سے تعلیم حاصل کی اور اب آئیوری کوسٹ میں جو تبلیغ کا نیا دور چلا ہے اس میں سب سے زیادہ نمایاں کردار ادا کرنے والے ہیں ماشاء اللہ چشم بددور پھر تومے طاہر احمد TOME TAHIR AHMAD ہیں اور نمائندہ وزیر دفاع ...BRAHIM FANNY ہیں اور KONAN EMILE DJE جو نمائندہ وزیر داخلہ ہیں (ان کے نام ویسے معززین کے طور پر لکھ دیئے گئے ہیں میں صرف ان مبلغین کا ذکر کرنا چاہتا تھا جنہوں نے دعوت میں کوشش کی ہے)

بورکینا فاسو سے محمد ادریس شاہد ہمارے امیر ہیں۔ ابراہیم سانفو IBRAHIM (SANFO) ان کے ساتھ بہت بڑی خدمت کرنے والے اسحاق ترا ورے (ISSAQ TRAORE) ہیں، محمد سابا یانبا (MOHAMMED SABYANBA) ہیں۔

یہ چند نام ہیں جو جلدی میں تیار کر کے مجھے دیئے گئے ہیں مگر خدمت کرنے والوں کی فہرست بہت وسیع ہے۔ کیونکہ سارے افریقہ پر پھیلے ہوئے خدام دین ہیں جنہوں نے حقیقت میں اپنی کوششوں کو درجہ کمال تک پہنچایا ہے اور دعاؤں نے ان کوششوں کو بارآور فرمایا ہے کیونکہ ان کی ساری عاجزی اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان پر رحمتوں کی بارشیں برسا پڑیں اور بہت اچھے اچھے پھل ملے۔ پس یہ جو عالمی توحید کا عجیب منظر آپ نے دیکھا اس میں یہ سب خدام ہیں اور وہ بھی جن کے نام نہیں لیے جا سکے ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو "توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو" فرمایا ہے۔ اس خاص رنگ کا نمونہ سب سے اعلیٰ اور افضل اور درجہ کمال کو پہنچا ہوا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں ملتا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ احادیث میں آپ کے سامنے پہلے پیش کر چکا ہوں۔

ایک حدیث

اور رکھتا ہوں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ کا ذکر فرماتے تھے تو اس سے ایسی عظیم قوت پیدا ہوتی تھی کہ سننے والا لازماً یقین کرتا تھا کہ یہ ایسا ذکر کرنے والا ہے جس کا خدا کی ذات سے ایک تعلق ہے اس کی باتوں میں غیر معمولی طاقت ہے۔ اس کا ایک نمونہ مسلم کتاب الجمعہ کی ایک حدیث میں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ اَزدِ شنوءۃ کا ایک آدمی جس کا نام ضماد تھا مکے آیا وہ دم درود جھاڑ پھونک سے کام لیتا تھا۔ اس کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ بتایا گیا کہ آپ کو دیوانگی کا دورہ پڑ گیا ہے۔ یعنی نعوذ باللہ آپ دیوانہ ہو گئے ہیں اور چونکہ یہ دم درود کرتا تھا جھاڑ پھونک سے کام لیتا تھا اور اس کے دل میں ویسے سچی ہمدردی، انسانیت کا جذبہ پایا جاتا تھا اس لیئے کوشش کر کے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ اے محمدؐ میں دیوانگی کی اس بیماری کا دم کرتا ہوں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دم کی وجہ سے آپ کو شفا دے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضماد کے سامنے یہ کلمات بیان فرمائے۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ. وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. أَمَّا بَعْدُ قَالَ فَقَالَ. أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ. وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوْسَ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَقَالَ فَبَايَعَهُ.

(صحیح مسلم کتاب الجمعہ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے سو ہم اسی کی حمد کرتے ہیں ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ جسے اللہ تعالےٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ ٹھہرائے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اس کے بعد آپ کچھ فرمانے لگے تو ضماد نے کہا ذرا یہی کلمات دہرایئے، دوبارہ فرمایئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی کلمات تین دفعہ دہرائے۔ اس پر ضماد نے کہا میں نے بڑے بڑے کاہنوں اور جادوگروں کا کلام سنا ہے شعراء کو بھی سنا ہے لیکن ایسا پُر تاثیر کلام میں نے کبھی کسی سے نہیں سنا جیسا آپ سے سنا ہے۔ یہ تو سمندر کی گہرائی تک اتر جانے والا کلام ہے ہاتھ بڑھایا اور کہا میری بیعت لیجئے چنانچہ وہ اسی وقت آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے مسلمان ہوا۔ یہ کلمات تو روزمرہ آپ سنتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کہنے والا کون ہے اور پڑھنے والا کون ہے کلمات اپنی ذات میں زندہ بھی ہو سکتے ہیں اور مردہ بھی ہو سکتے ہیں یہ تو برتن ہیں، ان برتنوں کو کس چیز سے بھرا گیا ہے۔ پس، ویسے ہی کلمات وہی کلمات ایک ایسا شخص جو دل سے ان کے مضامین میں ڈوبا ہوا ہو پڑھے تو اس کا کچھ اور اثر ہوتا ہے۔ اگر کوئی سرسری طور پر ظاہری زبان سے پڑھتا ہے تو اس کا کوئی اور اثر ہوتا ہے۔ کلام پڑھنے والے، خواہ نثر پڑھتے ہوں یا نظم پڑھتے ہوں، ان کی طاقت کا راز ان کے دل کی سچائی میں ہے۔ اگر وہ جان ڈال کر ایک کلام کو پڑھتے ہیں اور اپنے وجود پر اس کا مضمون طاری کر کے پڑھتے ہیں تو اس سے غیر معمولی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس توحید کا اعلان اس شان کے ساتھ کریں جس شان سے

اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو

توحید کے اعلانات

کر کے دکھائے اور یہی بظاہر سادہ سے کلمات ہیں جن میں عظیم طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور ہو جائے گی۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ یہ دعا مانگا کرتے تھے گویا آپ کا یہ دستور تھا۔ یہ دعا آپ کو پسند تھی۔

اے اللہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتا ہوں تجھ پر توکل کرتا ہوں تیری طرف جھکتا ہوں تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو مجھے گمراہی سے بچا تو زندہ ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں جن وانس سب کے لئے فنا مقدر ہے۔

جس توحید کا میں نے ذکر کیا تھا وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تخلیق پر منتج ہوتی ہے۔ وہ ایسا عظیم الشان عجز پیدا کرتی ہے کہ جتنا زیادہ توحید کا مقام بلند ہوتا چلا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ موحد عجز کے سمندر میں ڈوبتا چلا جاتا ہے یا عجز کی زمین پہ خاک بن کے بچھ جاتا ہے۔ یہ دیکھیں آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دُعائیں بار بار اس کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ کس طرح توحید نے آپ کو خدا کا سب سے عاجز بندہ بنا دیا۔ یہ جو ہم کہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم انسانوں میں سب سے ارفع ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ سب سے زیادہ عاجز تھے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی نے ایک موقعہ پر فرمایا اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ بسلسلۃ۔ یہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گویا آپ کو فرمایا ہے کہ جب میرا کوئی بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو میں اس کا ساتویں آسمان تک رفع کرتا ہوں۔ اس حدیث کا معنے یہ ہے کہ عاجزی کی حد اس کے رفع کی حد مقرر کرتی ہے۔ جتنا جھکتا ہے اتنا ہی بلند تر آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ بسلسلۃ کے الفاظ نے اس مضمون کو کھول دیا۔ زنجیر کڑیوں سے بنی ہوتی ہے۔ پس جس کڑی تک کوئی انسان خدا کے حضور جھکتا ہے اسی حد تک اس کی رفعتوں کی بلند کڑیوں تک اس کا مقام پہنچایا جاتا ہے۔ اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بنی نوع انسان کو یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر آسمانی رفعتوں کی تمنا رکھتے ہو اور ساتویں آسمان تک جانے کی بھی امیدیں ہیں تو اللہ فرماتا ہے عجز اختیار کرو۔ عاجزی کے نتیجے میں تمہیں یہ رفعتیں ملیں گی یہ نصیحت تمام بنی نوع انسان کو ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم عجز کے مقام میں چونکہ سب سے بڑھ گئے تھے اس لئے معراج میں آپ کا مقام سات آسمانوں سے اوپر دکھایا گیا۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ آپ سب سے زیادہ عاجز بندے تھے اس میں ایک ادنیٰ بھی شک نہیں کیونکہ قرآن اور سنت سے سو فیصد یہ بات ثابت ہے کہ آپ کا عجز کا مقام تمام بنی نوع انسان میں سب سے بڑھ کر تھا ورنہ آپ کی رفعتوں کا مقام انسانی تصور کی حدوں سے باہر نہ ہوتا۔ اور یہ باتیں کسی بڑے بڑے اعلانات میں آپ کو دکھائی نہ دیں گی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روزمرہ دعاؤں سے یہ عجز اس طرح ٹپکتا ہے جیسے بچے کے لئے ماں کی چھاتی سے دودھ برستا ہے اس طرح

بنی نوع انسان کیلئے آپکی محبت

اور عجز کا دودھ ٹپکنے لگتا ہے۔ عرض کرتے ہیں اے اللہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ اور فرمانبرداری کو پہلے رکھا ہے اور ایمان کو بعد میں حالانکہ بظاہر انسان یہ توقع رکھتا ہے کہ پہلے ایمان آئے گا پھر فرمانبرداری ہوگی لیکن ایک مومن جب فرمانبرداری کرتا ہے تو اس کا ایمان بڑھتا ہے اور پھر فرمانبرداری کی کوکھ سے ایمان پیدا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اوّل ایمان لانے والے ہیں اس لئے جب آپ ترتیب بدلتے ہیں تو اس میں گہری حکمت ہوتی ہے میں اس سے یہ مضمون سمجھتا

ہوں کہ اے اللہ میں جب تیری فرمانبرداری کرتا ہوں تو میرا ایمان تجھ پر بڑھتا چلا جاتا ہے کیونکہ ہر فرمانبرداری کے نتیجے میں غیر معمولی برکتوں کے پھل ملتے ہیں تیری رضا حاصل ہوتی ہے اور یہاں ایمان سے مراد وہ ہے جو تجربے کا ایمان ہے جس طرح ماں باپ بار بار احسان کرتے ہیں تو بچے کا ماں باپ پر ایمان اور رنگ میں بڑھتا چلا جاتا ہے تو عرض کیا کہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تجھ پر توکل کرتا ہوں۔ یہ بھی اسی کے ساتھ تعلق رکھنے والا مضمون ہے کہ جب بار بار فرمانبرداری کے نتیجے میں خدا تعالیٰ رحمتیں بے کر نازل ہوتا ہے تو توکل بڑھتا ہے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ بے سہارا چھوڑنے والی ذات نہیں ہے۔ تیری طرف جھکتا ہوں توکل کے بعد جھکنا ضروری ہے۔ یاد رکھیں توکل سے یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کیا ہے اس لئے خدا آپ کریگا۔ توکل کے ساتھ ایک عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ توکل کر کے انسان کا عجز اختیار کرنا ایک لازمی حصّہ ہے جس کے نتیجے میں توکل کو تقویت ملتی ہے پھر عرض کیا: تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ مقابلہ تو کرتا ہوں لیکن میں اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں پس میں تیری مدد سے ضرور غالب آؤں گا۔ اے میرے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں۔

سب پناہوں سے بڑی اللہ کی عزت کی پناہ ہے

کیونکہ خدا کو اپنی عزت کی سب سے زیادہ غیرت ہے۔ جو شخص خدا کی عزت کی پناہ میں آجائے کوئی دنیا کی طاقت اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی کیونکہ اگر اس پر کوئی طاقت حملہ کرے گی تو اللہ کی عزت پر حملہ کرے گی اور سب سے زیادہ خدا اپنی عزت کے لئے غیور ہے۔ کوئی عام انسان یہ دعا سوچ ہی نہیں سکتا۔ جتنا مرضی اپنے دماغ کو لڑا کے دیکھ لیں جس کو گہرا عرفانِ الٰہی نصیب نہ ہو اس کے ذہن میں یہ دُعا آہی نہیں سکتی ورنہ کہیں گے میں تیرے جبروت کی پناہ میں آتا ہوں ایسی دعائیں بھی ملتی ہیں، تیری قدرت کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیری جبروت کی پناہ میں آتا ہوں لیکن عرض کیا میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ عزت کی پناہ چاہتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ کے لئے عزت کی جو غیرت تھی وہ بھی جھلک رہی ہے یہ ذہن میں خیال ہی تب پیدا ہو سکتا ہے کہ انسان کے نزدیک خدا کی عزت کو بہت ہی بڑا مرتبہ اور مقام حاصل ہو۔ جو ان سوچوں میں سے گذرا ہو جو ان جذباتی کیفیات میں سے گذرا ہو، اس کے وجود پر خدا کی عزت حاوی ہو چکی ہو وہ جانتا ہو کہ یہ انسان کو اپنی ذات میں ہر طرف سے لپیٹ لیتی ہے یہ کلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دل پر جو خدا کی عزت کا مقام تھا اس کو بھی ظاہر کرتا ہے پھر آخر پر عرض کیا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھے گمراہی سے بچا۔ کیسا عظیم عجز کا مقام ہے عرفان اپنے آخری حدوں تک پہنچ گیا تمام مراتب نصیب ہو گئے فرمانبرداری نے نئے ایمان کو جنم دیا ایمان سے توکل پیدا ہوا عزت کی پناہ میں آگئے اور عرض کر رہے ہیں تو مجھے گمراہی سے بچا جب تک سانس میں سانس ہے اس وقت تک ہدایت خدا ہی کے ہاتھ میں ہے یہ

انتہائی عجز کا مقام

ہے جس کے بعد کسی کے ذہن میں اپنی نیکی کا جھوٹا تصور رہ ہی نہیں سکتا بڑے بڑے متقی کہلانے والے دنیا میں آئے لیکن اگر انہوں نے خدا کی شان میں ذرا سی بھی کوئی ایسی حرکت کی جس سے خدا کی عزت پر حرف آیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیتا ہے۔ ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ خدا بعضوں کو فرمائے گا جا تو اور تیری نیکیاں جاؤ جہنم میں مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں۔ پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ مجھے گمراہی سے بچا۔ یہ ہمیں مقام عجز سکھا رہا ہے عجز ہوتا کیا ہے؟ یہ ہمیں ہر قسم کی نیکی کے تکبر سے کلیۃً آزاد کرتا

ہے۔ تو زندہ ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں۔ یعنی اپنی زندگی کو بھی دراصل کلیتہً کالعدم قرار دے دیا ہے۔ تو زندہ ہے سے مراد ہے تو زندہ ہے ہم کہاں زندہ ہیں۔ کوئی اور کہاں زندہ ہے، تیری زندگی سے سب کی زندگی ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں جن وانس سب کے لئے فنا مقدر ہے پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں آپ کے پاک وصاف سادہ کلام میں غوطے مار کے دیکھیں تو تب آپ کو معلوم ہوگا کہ عرفان ہوتا کیا ہے؟ ورنہ تیراک ہوتے ہیں سطح پر تیرتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ وہ بھی لطف اٹھاتے ہیں۔ لیکن جو گہرے سمندر ہوں ان میں غوطہ زنی سے جو موتی ہاتھ آتے ہیں ان کی مثال، تیرنے والے کو جو لطف آتا تھا ان کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں، زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی وحدت کی ایسی غیرت تھی کہ کسی شخص سے ویسے ہی آپ کی عزت کا ویسا کلمہ نکل گیا جس سے آپ کو خطرہ پیدا ہوا کہ اس میں شرک کی بو آتی ہے تو آپ نے فوراً بڑی سختی سے اس کو منع کر دیا۔ ایک صحابی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا ماشاء اللہ و ماشئت۔ جو اللہ چاہے گا اور جو آپ چاہیں گے وہی ہوگا اس پر آپ نے فرمایا اَجعلتنی للّٰہ ندًّا کیا تو نے مجھے خدا کا شریک بنا لیا ہے یوں کہو ”ماشاء اللہ وحدہٗ“ وہی ہوگا جو صرف اللہ چاہے گا اور کسی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔

بعض دفعہ لوگ مجھے ایسے کلمات لکھ دیتے ہیں میرا دل دہل جاتا ہے میں جانتا ہوں کہ لاعلمی میں لکھتے ہیں لیکن اس شخص نے بھی تو لاعلمی سے کہا تھا۔ اسی طرح دعا کے متعلق جب کہیں دعا فرماؤ۔ یوں لگتا ہے میری جان نکل گئی ہے۔ میں کہتا ہوں خدا کا خوف کرو۔ خدا کو کوئی فرما سکتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جیسا عشق حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی لیکن میں نے بڑے غور سے جہاں تک آپ کی تحریرات کا مطالعہ کیا ہے کہیں آپ نے یہ نہیں لکھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ یہ ذکر ملتا ہے اس کی عاجزانہ دعائیں ہی تو تھیں جس نے یہ کام کیا ہے پس دعا خدا سے کی جاتی ہے اور خدا کے مقابل پر کوئی نہیں ہے جو فرما سکے دعا کے ساتھ عجز کا مضمون ہے پس چاہے آپ اپنے دماغ میں کسی کو کتنا بڑا سمجھیں اس کو یہ کبھی نہ کہا کریں دعا فرمائیں۔ خدا کے حضور عرض کریں۔ یہی اس شخص کی عزت ہے جس کو آپ مخاطب کرتے ہیں۔ اگر سچی عزت چاہتے ہیں تو اس کی عاجزی کے حوالے سے دعا کی درخواست کیا کریں اور اسی طرح جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اللہ ہی چاہتا ہے اور کوئی کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی نہیں کہنا چاہیئے کہ آپ کی دعاؤں کی برکت سے یہ ہوا۔ کیا پتہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح فرما دیا۔ آدمی یہ کہہ سکتا ہے شکریہ جزاک اللہ آپ نے دعائیں کیں اور اللہ نے اپنا فضل فرمایا۔ یہی توحید خالص ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ بعض دفعہ ایک شخص کے سامنے آکر لوگ مرعوب ہو کر ڈر جاتے ہیں کانپنے لگتے ہیں اور

کئی مخلصین سادہ لوح ایسے آتے ہیں

میرے پاس بھی آتے ہیں جو مرعوب ہو جاتے ہیں ان کو میں بڑے پیار سے گلے لگاتا ہوں، دل بڑھاتا ہوں تھوڑی دیر میں وہ باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں پھر جا کر لکھتے ہیں ہم تو سمجھے تھے پتہ نہیں کوئی بات ہوگی بھی کہ نہیں۔ آپ تو عام آدمی ہی ہیں۔ انسانوں کی طرح ہی ہیں ان کو کیا پتہ کہ شاید میں عام انسانوں سے بھی گرا ہوا ہوں گا۔ لیکن اللہ کا احسان ہی ہے جس نے اپنے ایک منصب پر کھڑا کیا، اس منصب کی غیرت رکھتا ہے اس لئے پردے ڈھانپے ہوئے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ آپ کے رعب سے تھر تھر کانپ رہا تھا اس کے کندھے اس خوف سے کہ میں کس کے حضور حاضر ہو گیا ہوں بڑے جوش کے ساتھ ہل رہے تھے۔ آپ نے اس کو فرمایا مجھ سے مت ڈرو میں قریشی عورت کا بیٹا ہوں۔ جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔ کیسا پیارا کلام ہے مجھ سے نہ ڈرو میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔ جو بھی آپ کے حضور پہنچتا تھا دیکھتے دیکھتے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے دل تک اتر آتے تھے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنا ناممکن تھا، ناممکن ہے ناممکن رہے گا۔ اللہ بھی تو آپ پر اترا تھا۔ ایک حد تک انسان ایک بلند انسان تک جا سکتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے کو اترنا پڑتا ہے۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھیں کیسی عارفانہ بات فرمائی جب فرمایا معراج تو قلب محمدؐ پر ہوا تھا۔ یہ وہ عرش الٰہی تھا جس پر خدا اترا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ ورنہ انسان کو کیا طاقت کہ وہ اڑان کر سکے، یہ ہو ہی نہیں سکتا جب خدا ہر جگہ ہے تو جس دل پر وہ اتر آئے جس دل کو وہ اپنی تجلی کی آماجگاہ بنا لے وہی عرش ہے اور جہاں سب سے زیادہ شان سے وہ اترے وہ سب سے بلند تر عرش ہے۔ معراج کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مطہر پر خدا اس شان سے جلوہ گر ہوا ہے کہ تمام بنی نوع انسان میں سے نہ کبھی پہلے کسی کو توفیق ملی نہ آئندہ کسی کو مل سکتی ہے۔

پس عرش پر خدا کا اترنا یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے رنگ میں ایک عجز کا اظہار فرماتا ہے یہ اور طرح کا عجز ہے لیکن اگر بندوں پر نہ جھکے تو بندوں کی کیا مجال کہ خدا سے تعلق رکھ سکیں پس توحید خالص کے مضمون کو سمجھیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں اس مضمون کا مطالعہ کریں باقی کچھ حصہ میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا۔ اور اس کے بعد پھر مضمون کا دوسرا حصہ شروع ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات کا عرفان عطا کرے۔ کیونکہ عرفان کے نتیجہ میں عجز پیدا ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ جتنا عرفان بڑھتا ہے اتنا ہی عجز بڑھتا ہے اور جتنا عجز بڑھتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے دل کو اپنے جلوؤں کی آماجگاہ بنا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S لندن کا مرتب کردہ مذکورہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

اعلانات نکاح و تقاریب شادی

عزیزم شاہد احمد صاحب بانی ابن محترم مظہر احمد صاحب بانی آف کلکتہ کی تقریب نکاح و رخصتانہ مورخہ ۱۹ر جون ۱۹۹۳ء کو پنجاب بھون ہال میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید محترم منیر احمد صاحب بانی نے کی جبکہ نظم عزیزم ابرار احمد ظفر صاحب نے پیش فرمائی بعدہ مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس انچارج احمدیہ مسلم مشن بنگال و آسام نے عزیزم شاہد احمد صاحب بانی موصوف کے نکاح کا اعلان عزیزہ افشین افتخار صاحبہ بنت محترم افتخار احمد صاحب بگوی آف ملتان (پاکستان) سے مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر کیا اور موقع کی مناسبت سے موصوف نے خطبۂ نکاح دیا جسے غیر از جماعت نے بھی پسند فرمایا اس تقریب پر کثیر تعداد میں احمدی و غیر احمدی حضرات نے شمولیت فرمائی اور ۲۰ جون کو اسی مقام پر محترم مظہر احمد صاحب بانی نے اپنے بیٹے کی شادی کی خوشی میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا مبلغ -/۳۰۰ روپیہ اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت کرے۔

(خاکسار۔ فیروز الدین انور زعیم انصار اللہ کلکتہ)

۲۔ میرے بیٹے عزیز حفیظ احمد الدین کا نکاح عزیزہ حامدہ مبارکہ بنت مکرم محمد سلیمان صاحب دہلوی درویش قادیان کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے ۱۱۰۰۰ (گیارہ ہزار) روپے حق مہر پر ۲۹/۱۲/۹۲ کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔ (بشیر الدین الہ دین نائب ناظم عمومی آندھرا)

٭٭٭

اُذکروا موتاکم بالخیر

محترم الحاج سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب مرحوم ایم۔اے ایڈنبرا

مرسلہ: مکرم بشیر الدین الہ دین صاحب حیدرآباد

محترم الحاج سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب مرحوم الحاج حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحبؓ مرحوم کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ آپ نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی اُس کے بعد اڈنبرا یونیورسٹی لندن سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ لندن میں سات سال رہ کر ہندوستان واپس ہوئے۔ لیکن آپ کی سادگی کی یہ حالت تھی کہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ لندن ریٹرن RETVRN ہیں۔ آپ اپنے والد محترم کا بے انتہا احترام کرتے تھے۔ بعض اوقات والد صاحب سے گفتگو کے دوران اختلاف ہو جاتا تھا تب آپ خاموشی سے اُٹھ جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ والد صاحب کو سمجھانا بہت مشکل ہے

آپ کے ایک دوست جو لندن میں آپ کے ساتھ تھے اور ایک ہی کمرہ میں رہتے تھے اتفاق سے الہ دین بلڈنگ تشریف لائے اس وقت یہ عاجز حضرت عبداللہ الہ دین صاحبؓ کے حسابات لکھا کرتا تھا وہ میرے ہی میز پر محترم علی محمد صاحب کے انتظار میں بیٹھ گئے، دوران گفتگو عاجز نے اُن سے پوچھا کہ بتائیں سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب کی لندن میں زندگی کیسے گذری تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم تین چار لڑکے ایک ہی کمرہ میں رہتے تھے لیکن ہم میں جو برائیاں تھیں سیٹھ علی محمد صاحب پر اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ البتہ ہم پر ان کی نیکیوں کا اثر ضرور ہوا۔ وہ رات کو کھٹ کھٹ کرتے ہوئے وضو کرتے جاتے تھے یعنی لکڑی کی کھڑاویں پہن کے جس سے ہماری نیند خراب ہوتی تھی آپ چلتے پھرتے ذکر الٰہی بہت کیا کرتے تھے اور صبح اور شام کو تو تسبیح بھی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اپنی سائیکل کے پیچھے جائے نماز اور دعاؤں کی کتب رکھ کر پریڈ میدان تشریف لے گئے جائے نماز اور کتب لے کر میدان ہی دُور تک نکل گئے اور سائیکل وہیں پر چھوڑ دی جب واپس آئے تو سائیکل چوری ہو گئی تھی، لیکن آپ اطمینان سے پیدل ہی گھر چلے آئے بالکل پریشان نہیں ہوئے جیسا کہ کچھ ہوا ہی نہیں اسی طرح ۱۵ر اگست تھی یا ۲۶ر جنوری سائیکل پر پریڈ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے سائیکل ایک جگہ کھڑی کر دی اور پریڈ دیکھنے میں لگ گئے تھوڑی دیر بعد جب واپس ہوئے کسی اور کی سائیکل لے آئے اور گھر آکر بہت پریشان ہوئے کہ یہ میری سائیکل نہیں معلوم ہوتی پھر واپس اسی سائیکل پر اُسی جگہ تشریف لے گئے وہاں پر سائیکل کا اصل مالک پریشان کھڑا تھا، آپ معذرت کر کے اس کی سائیکل اُسے واپس کر کے اپنی سائیکل لے آئے۔

محترم علی محمد الہ دین صاحب کی نگاہ ہمیشہ تقویٰ کی باریک ترین راہوں پر ہوتی تھی چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ راست میرے ساتھ پیش آیا، صدر جمہوریہ یا وزیر اعظم کی سواری آرہی تھی اور بہت سے لوگوں کے ساتھ دیکھنے کے لئے میں بھی نیو ربیٹ کالج کے گیٹ کی طرف کھڑا تھا، گیٹ کے سامنے سینٹرل بنک کی چھت پر بہت سی عورتیں ناچ رہی تھیں، سارے لوگوں کی نظریں ان ہی پر تھیں اُس وقت عاجز خدام میں تھا مجھے معلوم ہی نہیں تھا کب اور کس وقت سے سیٹھ علی محمد صاحب میرے پیچھے کھڑے ہیں انہوں نے مجھے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلایا اور فرمایا نظر نیچی رکھو چنانچہ میں نے اپنی نظر ہٹا لی۔

خدام کی میٹنگ میں اکثر آپ سب سے پہلے مسجد احمدیہ میں آجاتے جب خدام اور اطفال آجاتے تو انہیں اپنے پاس بلاتے پیار سے نام پوچھتے اور حالات دریافت کرتے اور پھر پوچھتے کہ نماز آتی ہے یا نہیں تب آپ خود باآواز بلند پڑھتے اور ان لوگوں سے کہتے کہ میرے ساتھ دہراتے جاؤ یہ تربیت کا بہت دلنشین اور بہترین طریقہ تھا جو آپ استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح جب مرکزی اجلاسات ہوتے تو وہ صدر سے اجازت لے کر دومنٹ کے لئے کھڑے ہو جاتے مقررین کا شکریہ ادا کرتے اور اُن کے مضامین کی تعریف کرتے اور پھر جلسے کے بعد وہ ہر مقرر سے انفرادی طور پر ملتے، تعریف کرتے اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے

محترم علی محمد الہ دین صاحب نے اپنی ساری زندگی میں نہ تو ہاتھ سے اور نہ ہی زبان سے کسی کو تکلیف دی بلکہ آپ ہمیشہ ہر کسی کی مدد کے لئے تیار رہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے عاجز کو اپنے ۱۰۰/- روپے خرچ کر کے (PALMANISM) کا کورس منگوا کر خود پڑھایا اسی طرح جماعتی جھگڑوں میں سب سے پہلے آگے آکر صلح کروانے کی کوشش کرتے اور ضروری نصائح فرماتے بعض جھگڑوں میں عاجز بھی ان کے ساتھ گیا تھا، صلح کروانے کے بعد ہر دو کو دُعا کی تحریک فرماتے تھے۔

اسماء الٰہی کے تعلق سے ایک نظم آپ کو زبانی یاد تھی جو آپ کبھی کبھی سنایا کرتے تھے۔ آپ کو مکمل اسمائے حسنہ بھی یاد تھے اجلاسات میں کبھی کبھی تلاوت بھی کیا کرتے تھے، اکثر سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے ایک ایک آیت کو کئی کئی بار دہراتے یہاں تک کہ آپ پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی

مہدوی مرشدین سے بھی آپ کی گفتگو ہوا کرتی تھی: اُن کو بھی آپ خاص دعاؤں کی تحریک فرماتے تھے۔ اُن مرشدین نے خود عاجز کے سامنے کہا کہ "علی محمد الہ دین صاحب تو فرشتہ ہیں فرشتہ"۔

پہلے حضرت محترم مولوی یعقوب علی صاحبؓ عرفانی خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے بعد میں آپ نے سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب کو خطبہ دینے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ کئی سال تک نہایت احسن رنگ میں خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے لیکن جب کمزوری بڑھ گئی تو اپنے بڑے فرزند محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب کو ارشاد فرمایا کہ وہ خطبہ دیا کریں۔

آپ کو آٹوگراف لینے کا بہت شوق تھا، افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کرام، صحابہؓ اور ممتاز شخصیتوں کے آٹوگراف، آپ نے لئے جو آپ کے ورثا کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ ہر سال ڈائریاں بھی خریدتے تھے اور اُس پر لکھتے بھی تھے لیکن وہ سب شارٹ ہینڈ میں تحریر ہیں۔ اسی طرح مشہور مصنفین کی کتابیں خریدنے کا بھی شوق تھا

آپ دو دفعہ اپنے بچوں سے ملنے کے لئے معہ اہلیہ امریکہ بھی تشریف لے گئے۔ مرحوم کی اہلیہ صاحبہ نے ایک واقعہ سنایا کہ ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ کے ملک میں گیہوں اور چاول کیا قیمت میں ملتے ہیں، محترم علی محمد الہ دین صاحب شش و پنج میں پڑ گئے کیوں کہ آپ کو معلوم ہی نہیں تھا گویا آپ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے بالکل بے خبر تھے۔

وفات سے دو دن قبل الہ دین بلڈنگ میں آپ سے عاجز کی ملاقات ہوئی آپ نے دوران گفتگو فرمایا کہ میرے سینے میں درد محسوس ہو رہا ہے تو میں نے جواب میں عرض کیا کہ شاید گیس کی وجہ سے تکلیف محسوس ہو رہی ہوگی۔ لیکن دو دن بعد اخبار سیاست میں میں نے پڑھا کہ آپکی وفات ۲۲/۲۳ ہوگئی ہے آپ خاندان الہ دین میں سب سے زیادہ عمر پانے والے بزرگ تھے ۸۶ سال کی عمر تھی اور خاندان کا ہر فرد آپکی عزت کرتا تھا۔ آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جنت الفردوس میں مقام قرب عطا کرے۔

قسط نمبر (۱)

اصحاب الکہف والرقیم

گزشتہ حالات اور آئندہ کی پیشگوئیاں

از پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب وکیل التعلیم ربوہ

خاکسار کا درج ذیل مضمون اصحاب الکہف والرقیم کے حالات و واقعات کو سمجھنے کے لئے ایک علمی کاوش کے طور پر ہے ضروری نہیں کہ ہر بات میں نتیجہ قطعی طور پر وہی درست ہو جو اسی مضمون میں بیان کیا گیا ہے۔

(خاکسار۔ پروفیسر بشارت الرحمٰن۔ ربوہ)

سورۃ کہف کی ابتداء میں ہی عیسائیت کا دو ٹوک الفاظ میں رد کیا گیا ہے بالخصوص ابنیت مسیحؑ کا۔ اسی سلسلے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"..... فَمَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ فَوَاتِحَ سُوْرَۃِ الْکَہْفِ ......"

اور جس کسی سے بھی اس کی مڈھ بھیڑ ہو وہ اس کے شر سے بچنے کے لئے سورۃ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے۔ (ان آیات میں دجال کی سحر کاریوں کا جواب موجود ہے ۔۔ ناقل)

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ وابوداؤد ص ۵۹۳ حدیقۃ الصالحین ص ۶۸۰ مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم)

اس کے بعد سورۃ کی ابتداء میں ہی یہ بتلایا گیا ہے کہ عیسائیت کا پودا اپنی ابتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے ہی لگایا گیا تھا۔ اس وقت یہ نہایت ہی کمزور اور نازک تھا۔ ابتداء سے ہی اس پر آفات اور مصائب کی آندھیاں چلیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ان آندھیوں کے باوجود نشوونما پاتا رہا۔ یہ آندھیاں حق پرست عیسائیوں پر تین سو سال تک چلتی رہیں بعض اوقات یہ مصائب اسقدر سخت اور گھمبیر صورت اختیار کر لیتے تھے کہ توحید پرست مومنوں کو غاروں میں پناہ لینی پڑتی تھی۔ ان میں سے بعض نے تو اپنی زندگیاں ہی زمین دوز غاروں میں گذار دیں۔ ایسی غاروں کے کھنڈرات اور نشانات اس زمانے تک قائم ہیں۔ اٹلی کے دارالحکومت روم (ROME) کے نواح میں اب بھی یہ غاریں دیکھی جاسکتی ہیں۔ انہیں کیٹاکومبز (CATA COMBS) کہا جاتا ہے۔

قرآن کریم نے ان غاروں کے محل وقوع کی طرف درج ذیل آیت کریمہ میں اشارہ فرمایا ہے کہ ایسی غاریں زمین کے نصف کرہ شمالی کے بالائی حصہ میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۔ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ (الکہف ۱۸)

یعنی (اے مخاطب) تو سورج کو دیکھتا ہے کہ جب وہ چڑھتا ہے تو ان کی جائے پناہ سے دائیں طرف کو ہٹ کر گزرتا ہے اور جب وہ ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کو ہٹ کر گذرتا ہے اور وہ اس غار سے (ہی متعلقہ) ایک فراخ جگہ میں (رہتے) تھے۔ یہ بات اللہ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جسے اللہ ہدایت کا راستہ دکھائے وہی ہدایت یافتہ کہلا سکتا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے اس کا تو (کبھی) کوئی دوست (اور) راہنما نہیں پائے گا۔ اس کے بعد اگلی آیت میں فرماتا ہے

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۝ (الکہف: ۱۹)

ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کہف جو مظلوموں کے لئے جائے پناہ تھے شمالی علاقوں میں واقع تھے۔ تبھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد ان کے دائیں طرف سے گذر جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غار کا منہ شمال مغرب کی طرف تھا۔ جو عمارت شمالی رخ ہوگی اس سے سورج دائیں سے بائیں کو ہی گزرے گا۔ عیسائیت کی ابتداء میں تین سو سال تک موحد عیسائیوں پر مختلف مقامات پر انسانیت سوز مظالم توڑے گئے اور ایسے کہف اٹلی کے دار السلطنت روم (ROME) کے قرب و نواح میں، مصر کے شہر سکندریا کے نواح میں، مالٹا اور سسلی میں تھے۔ اور آج تک ان کے کھنڈرات اور آثار دیکھے جاسکتے ہیں۔

پھر یہ بتایا کہ زمانہ نزول قرآن میں اصحاب کہف سے تعلق رکھنے والی عیسائی اقوام یعنی شمالی اقوام اپنی آئندہ ترقی کے مقابلہ میں گویا سوئی ہوئی ہیں لیکن ایک وقت میں وہ بیدار ہو جائیں گی اور دنیا میں دائیں اور بائیں پھیل جائیں گی چنانچہ یہ اقوام بیدار ہو کر دائیں بائیں دنیا میں پھیل گئیں۔ ایک طرف انہوں نے امریکہ کو جا آباد کیا تو دوسری طرف مشرق میں ہندوستان سونے کی چڑیا پر انہوں نے قبضہ کر لیا اسی طرح دیگر مشرقی ممالک میں بھی اپنی نو آبادیات قائم کرلیں اور آسٹریلیا کے براعظم کو بھی اپنا تر نوالہ بنا لیا۔

پھر ان کی ایک نشانی یہ بتلائی کہ حفاظت کیلئے انہوں نے کتے رکھنے شروع کر رکھے تھے۔ پھر کتا ان کا قومی نشان بن گیا۔ اور ان کی کوٹھیوں کی ڈیوڑھیوں پر ایسے کتوں کا موجود رہنا دیگر اقوام پر رعب اور ہیبت ڈالنے کا موجب ہوگا۔ عوام کی مجال نہ ہوگی کہ بلا دھڑک ان لوگوں سے مل سکیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام باتیں ہمیں ان اقوام میں ظاہر و باہر طور پر نظر آتی ہیں۔ آگے چل کر اسی سورۃ شریفہ میں ان اقوام کے ابتدائی مظلوم عیسائیوں کا ظلم برداشت کرنے کا زمانہ معین کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ (الکہف: ۲۶)

یعنی وہ اپنی وسیع پناہ گاہ میں تین سو سال تک رہتے تھے۔ اور (اس عرصہ پر) نو (سال) انہوں نے اور زیادہ کئے تھے۔

اس آیت کریمہ میں ثلاث مائۃٍ کے کلمات کے آخر میں تنوین ہے جس کی وجہ سے عربی صرف و نحو کے عام قاعدہ کے مطابق اس عدد (۳۰۰) کے بعد کوئی معدود نہیں رکھا جاسکتا کیونکہ عام قواعد کے مطابق تین سو سال کیلئے الفاظ ہونے چاہئیں تھے "ثلاث مائۃِ سَنَۃٍ" مگر آیت کریمہ میں ایسا نہیں لیکن ہم نے ترجمہ "تین سو سال" ہی کیا ہے۔

مثلاً مشہور مستند کتاب املاء ما من بہ الرحمٰن میں بھی علامہ ابو البقاء نے ایک علمی توجیہہ کرکے اس کے معنی تین سو سال کئے ہیں۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے "سنین" کے معنی ادوار کے کئے ہیں اور کائنات میں اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے ادوار رائج کئے ہوئے ہیں مثلاً زمین کے گرد چاند کا ایک دور ہے جسے عربی میں "شہر" اور اردو میں "مہینہ" کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت شیخ اکبرؒ نے ثلاث مائۃ سنین کے معنی علمی توجیہہ کر کے تین سو ماہ بھی مراد لئے ہیں۔

(تفسیر الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ جلد اوّل ص ۴۰۲ سورۃ کہف)

زمین کا ایک دور سورج کے گرد ہوتا ہے جسے ہم "سال" کہتے ہیں۔ اس طرح اگر "سنین" سے مراد "ادوار" لئے جائیں تو ان کلمات کے معنی تین سو ماہ بھی ہو سکتے ہیں اور تین سو سال بھی۔ مگر یہ سب علمی توجیہات ہیں جن کے تحت مذکورہ بالا معانی کئے جاسکتے ہیں۔

ان کلمات کو اگر عام قواعد صرف و نحو کے تحت دیکھا جائے اور "سنین" کے کلمہ کو ثلاث مائۃ کا بدل قرار دیا جائے تو اس آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہوگا کہ "وہ رہے" اپنی وسیع جائے پناہ

ہیں تین سو یعنی کچھ سال۔ اس صورت میں تین سو ماہ ہی مراد لئے جا سکتے ہیں یعنی پچیس سال۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایسے الفاظ رکھے ہیں جن سے مراد تین سو سال بھی مراد لئے جا سکتے ہیں اور تین سو مہینے یعنی ۲۵ سال بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ اب یہاں پر ہمارے ذہنوں میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ ایسا طریق کلام جو عام نحو اسلوب عربی زبان سے ذرا ہٹ کر ہے کیوں اختیار کیا گیا ہے؟ دوسرا سوال ہمارے ذہنوں میں یہ ابھرتا ہے کہ وَازْدَادُوا تِسْعًا۔ یعنی انہوں نے اس مدت پر نو سال اور زیادہ کئے۔ کیوں نہ (۳۰۰ + ۹ =) ۳۰۹ سال کہہ دیا گیا یا اگر تین سو مہینے مراد تھے اور تسعًا سے مراد بھی مہینے ہی تھے تو صاف لفظوں میں ۳۰۹ ماہ کہہ دیا جاتا اور اگر تسعًا سے مراد نو سال تھے تو تین سو مہینے یعنی ۲۵ سال پر نو ۹ کا اضافہ کرکے ۳۴ سال کا لفظ رکھ دیا جاتا۔ پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے اپنی وسیع جائے پناہ میں قیام کی مدت کو اور پھر اس مدت میں اضافہ کو بیان کرنے کیلئے یہ غیر معمولی طریق کیوں اختیار کیا؟ ذیل کی سطور میں انشاء اللہ العزیز دونوں صورتوں کا شافی جواب دینے کی کوشش ہوگی وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

سو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم میں از منہ گذشتہ کے جو کئی واقعات بیان ہوئے ہیں) اور تھوڑے تھوڑے لفظی اختلاف یا کمی بیشی کے ساتھ بار بار بیان ہوئے ہیں ان کا مقصد صرف قصہ گوئی نہیں ہے اگر یہ مقصد ہوتا تو ایک واقعہ اپنی پوری تفصیل اور تعیین کے ساتھ تلے تلے الفاظ میں صرف ایک بار ہی بیان کرنا کافی تھا۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ قصص اور واقعات در اصل آئندہ کی پیشگوئیاں ہیں جن کے لئے مختلف زمانوں میں ظہور مقدر تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی بات کو متعدد بار بیان فرمایا ہے کہ یہ در اصل آئندہ کی پیشگوئیاں ہیں۔ بعض کتب میں ایسی پیشگوئیوں کی حضور علیہ السلام نے کافی شرح و بسط کے ساتھ تشریح فرمائی ہے۔ مثلاً براہین احمدیہ حصہ پنجم میں سورہ کہف میں ہی بیان شدہ واقعہ ذوالقرنین کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے اور اپنے آپ کو موعود ذوالقرنین قرار دیا ہے۔ فرمایا:-

”خدا نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی میری نسبت یہ وحی مقدس ہے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرایوں میں۔ یہ چاہتی ہے کہ مجھ میں ذوالقرنین کی بھی صفات ہوں کیونکہ سورۂ کہف سے ثابت ہے کہ ذوالقرنین بھی صاحب وحی تھا۔ پس اس وحی الٰہی کی رو سے جری اللہ فی حلل الانبیاء اس امت کے لئے ذوالقرنین میں ہوں اور قرآن شریف میں مثالی طور پر میری نسبت پیشگوئی موجود ہے مگر ان کے لئے جو فراست رکھتے ہیں۔ ذوالقرنین وہ ہوتا ہے جو دو صدیوں کو پانے والا ہو .... میں نے ہر ایک قوم کی دو صدیوں کو پالیا ہے .... اور بعض احادیث میں بھی آچکا ہے کہ آنے والے مسیح کی علامت ہے کہ وہ ذوالقرنین ہوگا۔ غرض بموجب نص وحی الٰہی کے میں ذوالقرنین ہوں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۰-۹۶ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۂ کہف صفحہ ۲۹۳-۲۹۴)

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کی جائے پناہ کا محل وقوع بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ (الکہف: ۱۸)

یعنی اصحاب کہف والرقیم کی وسیع پناہ گاہ کا محل وقوع ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرنے سے مراد صرف ایک گزشتہ واقعہ کا بیان ہی نہ سمجھ لینا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عظیم قدرت کو ظاہر کرنے والے آئندہ زمانوں میں ظاہر ہونے والا ایک عظیم الشان نشان ہے مگر اس نشان سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت مقدر کی ہوگی اور جسے خدا تعالیٰ گمراہ قرار دے گا وہ اپنے لئے ہلاکت سے بچنے کے لئے کوئی راہنما دوست نہ پا سکے گا۔ پس اصحاب کہف والرقیم بھی دو زمانوں میں ظاہر ہونے والے ہیں) ایک قرآن کریم کے نزول سے پہلے زمانۂ ماضی میں اور ایک وہ جو قرآن کریم کے نزول کے بعد زمانہ مستقبل میں ظاہر ہونے والے تھے اسی لئے ان کے قیام کی مدت ایسے الفاظ میں بیان ہوئی ہے جس کے کئی معانی کئے جا سکتے ہیں ایک معنی اگزشتہ اصحاب الکہف یعنی متبعین مسیح ناصری علیہ السلام پر چسپاں ہوتے ہیں اور دوسرے معنے قرآن کریم کے بعد اسلام پر دشمنوں کے شدید حملوں کے زمانے میں آخرین کے گروہ پر پورے اترتے ہیں ذیل کی سطور میں انشاء اللہ العزیز اس اجمال کی تشریح ترتیب وار کی جائے گی۔

قرآن کریم سورۂ کہف کے شروع میں ہی اصحاب کہف کے دو گروہوں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ (الکہف: ۱۲-۱۳)

یعنی جب اصحاب کہف نے اپنی وسیع پناہ گاہ میں پناہ لی تو ہم نے اس وسیع پناہ گاہ میں چند گنتی کے سالوں کے لئے انہیں (بیرونی دنیا کے) حالات سننے سے محروم کر دیا۔ پھر ہم نے انہیں اٹھایا اور ان کے اندر ہر طرح کی بیداری پیدا کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ دونوں گروہوں میں سے کون سا گروہ اس مدت یعنی کہف میں قیام کی مدت کو زیادہ محفوظ رکھنے والا یعنی اس سے زیادہ فائدہ اٹھانے والا ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے لحاظ سے ماضی اور مستقبل دونوں زمانوں میں اصحاب کہف نے دو گروہوں میں تقسیم ہو جانا تھا اور دو گروہوں سے مراد دونوں زمانوں کے گروہ من حیث المجموع بھی مراد لئے جا سکتے ہیں اور ان آیات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں گروہوں میں سے ایک کی برتری نمایاں طور پر دنیا پر ظاہر کر دے گا۔

اب ہم ترتیب وار اصحاب کہف کے زمانۂ ماضی اور زمانۂ مستقبل کے حالات کا مذکورہ بالا آیات کریمہ کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں (یعنی کہف کے محل وقوع اور کہف میں مدت قیام کے لحاظ سے) ۞

(باقی)

ریلیف فنڈ قادیان میں احباب بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

جیسا کہ احباب جماعت کو اخبار بدر کے ذریعہ معلوم ہو گیا ہے کہ قادیان میں ماہ جولائی میں شدید بارشوں کی وجہ سے سیلاب آگیا تھا۔ جہاں مضافات قادیان میں لوگوں کے بھاری نقصانات ہوئے وہاں محلہ احمدیہ کے نشیبی علاقوں میں پانی بھر جانے کی وجہ سے درویشان قادیان کی اجناس و پارچات اور کئی متفرق نقصانات کے ساتھ ساتھ مکانوں کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے اور بعض مکان مکمل طور پر گر گئے ہیں۔ جہاں تک اجناس و پارچات اور متفرق نقصانات جو لاکھوں روپے کے ہوئے تھے انکی تلافی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے کر دی گئی ہے۔ لیکن محلہ احمدیہ میں تعمیر و مرمت پر لاکھوں روپے کے اخراجات متوقع ہیں ان اخراجات کے بارہ میں حضور انور کا ارشاد زیر چٹھی نمبر VM4035 مورخہ 12.8.93 موصول ہوا ہے کہ

”جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو تعمیراتی حد تک اخراجات پورے کرنے کی ذمہ داری خود قبول کر لینی چاہیئے۔“

ہندوستان کی جماعتوں نے بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ ہی حضور انور کی ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ شامل ہو کر رقوم ادا کریں گے تا کہ قادیان میں مرمتوں وغیرہ کا کام جلد سے جلد شروع کیا جا سکے۔ یہ تحریک عارضی ہے۔ اس غرض کیلئے محاسب صدر انجمن احمدیہ میں ”ریلیف فنڈ قادیان“ کے نام کی امانت کھول دی گئی ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

احمدی بزرگوں کی باتیں

از:- محترمہ امۃ القیوم صاحبہ ہمبرگ جرمنی

سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی مبارک بعثت پر خدا تعالیٰ نے لاتعداد نشانات آپ کے دعویٰ کی سچائی کے دنیا میں ظاہر فرمائے۔ جن کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہزاروں فرشتے آپ کی تائید کر رہے ہیں اور زبردست خدائی ہاتھ آپ کی نصرت فرما رہا ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مجھے قسم ہے اُس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور شاید دس ہزار کے قریب یا اُس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے میری تصدیق کی۔ اور اس ملک میں بعض نامی اہل کشف تھے جن کا تین تین چار چار لاکھ مرید تھا۔ اُن کو خواب میں دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نامی تھے جس نے کریم بخش کو خبر دی تھی کہ عیسیٰ قادیان میں پیدا ہو گیا ہے اور وہ لدھیانہ میں آئے گا۔ اور گلاب شاہ نے یہ بھی کہا کہ اس اُمت کے لئے غلام احمد عیسیٰ ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۶)

سو ایسے لاکھوں نشانات حضرت اقدس مسیح موعود اور مہدی موعود علیہ السلام کی سچائی کے دنیا میں موجود ہیں۔ میں بھی اپنی والدہ ماجدہ کی ایک خدائی شہادت اس سچائی کی گواہی میں پیش کروں گی۔ جو باعث ایمان ہے۔

ہماری والدہ محترمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ میاں عبد العزیز صاحب صحابی سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام نہایت صابرہ شاکرہ نیک سیرت نیک نمونہ تھیں۔ آپ کا دل خدا اور اُس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی محبت سے پُر تھا۔ آپ کو کلام پاک اور تمام انبیاء علیہ السلام سے والہانہ محبت تھی۔ یکسر بیکسر ہر حال میں چہرہ پر بشاشت رہتی۔ ساری عمر دُنیا کے مختلف ادوار سے گزریں۔ پہلوٹھی کے تین بچے فوت ہو گئے۔ جن کا تذکرہ حضرت والد صاحب کی زبان سے سُنا۔ لیکن والدہ صاحبہ نے کبھی اشارۃً بھی شکوہ نہیں کیا۔ پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد کی نماز ان کی روح کی جان تھی۔ بیماری صحت ہر حالت میں پورا عام قائی سے وضو کر کے پھر عبادت کے لئے کھڑی ہوتیں۔

آپ میں بے شمار خوبیوں کے ساتھ ایک نمایاں وصف یہ تھا کہ آپ کو ہم نے کبھی کسی کی بُرائی کرتے نہیں سُنا۔ ہمیشہ ہر ایک کی اچھائی دیکھتیں اور اُس اچھائی کی تعریف کر کے بچوں کو نصیحت کرتیں۔ یہ سب خوبیاں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے فیض اور برکت کا ثمر ہیں۔

آپ نے حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے متعلق یہ مبارک خواب دیکھا۔ آپ نے بتایا۔

"میری عمر چھوٹی تھی۔ میں نے حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی سچائی پر یہ خواب دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ بہت سارے لوگ قادیان کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ قادیان میں خدا تعالیٰ اُترا ہوا ہے۔ ہم اُس کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ میں بھی یہ سُن کر اُن کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہوں۔ اس شوق میں کہ میں بھی خدا تعالیٰ کی زیارت کروں۔ کہ ابھی قادیان پہنچی ہوں تو کیا دیکھتی ہوں کہ بہت ساری خلقت واپس آ رہی ہے۔ میرے پوچھنے پر اُنہوں نے بتایا کہ خدا تعالیٰ اب واپس آسمان پر چلا گیا ہے۔ مجھے یہ سُن کر بہت دُکھ ہوا۔"

محترمہ والدہ صاحبہ خود ہی اس کی یہ تعبیر کیا کرتی تھیں۔ حضور اقدس علیہ السلام کا نزول دراصل خدا کا نزول تھا۔ اور میں چونکہ حضور اقدس کی زندگی میں ایمان نہ لا سکی۔ لیکن اس طرح یہ خواب پوری ہوئی۔"

آپ نے اپنے خاندان کے قبول احمدیت کے متعلق یوں بیان کیا:-

میرے دو بڑے بھائی خواجہ محمد الدین اور خواجہ جان محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ اور اپنے والد صاحب کے خوف سے گھر چھوڑ کر بھاگے اور قادیان دار الامان کا پیدل سفر اختیار کیا۔ ادھر والد صاحب کو جب علم ہوا اور تمام گاؤں میں چرچا ہوا کہ ان کے بیٹے کافر ہو گئے ہیں۔ تو والد صاحب سخت برہم ہوئے۔ انہوں نے ان کے تعاقب میں گھوڑ سوار بھگائے کہ اُن کو پکڑ کر لاؤ۔ انہوں نے ان کو آدھا راستہ میں جا کر گھیر لیا۔ بڑے بھائی بدقسمتی سے پکڑے گئے اور چھوٹے بھائی میاں جان محمد کھیتوں میں چھپ گئے اور بچ کر قادیان پہنچ گئے۔ بڑے بھائی صاحب کو والد صاحب نے بہت سخت مارا۔ اور بھائی جان محمد قادیان میں حضرت اقدس علیہ السلام کے قدموں میں رہ گئے۔

حضور اقدس مسیح موعودؑ نے کچھ مدت کے بعد ان کو کشمیر قرآن کریم پڑھانے کے لئے بھجوا دیا تھا۔ ان دنوں طاعون پھیلی ہوئی تھی۔ والد صاحب طاعون سے فوت ہو گئے۔ اس کے بعد بھائی جان محمد کو اطلاع بھجوائی کہ اب تو والد صاحب فوت ہو گئے ہیں اب تم آ سکتے ہو۔ تب وہ گاؤں واپس آئے۔"

ہمارے یہ ماموں میاں جان محمد حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں بھاگا رضی اللہ عنہ کے گھر بیاہے گئے تھے۔

والدہ صاحبہ تین بھائی اور ایک بہن تھیں۔ ان کی یہ بہن عزت بی بی تھیں چھوٹے بھائی خواجہ اللہ دتا بٹ تھے جو ایک عرصہ سیالکوٹ میں رہے یہ تینوں بھائی اور ہماری والدہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے نور سے منور ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

لیکن سب سے بڑی بہن عزت بی بی جس کی شادی والدین نے کسی مولوی صاحب سے کی تھی وہ احمدیت کی برکت سے محروم رہیں۔ اگرچہ وہ بہت نیک عبادت گزار تھیں لیکن ان پڑھ تھیں۔ اور دوسرے لوگوں کی طرح اُس مسیح کی منتظر تھیں جس نے آسمان سے اُترنا ہے۔ انہوں نے بے شمار مسلمان بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔ آپ کہا کرتی تھیں مہدی علیہ السلام نے آنا ہے لیکن ابھی نہیں آیا۔ اس کے باوجود حضرت اقدس کی مخالفت بھی نہیں کرتی تھیں۔ بس بات سُننے سے گھبراتی تھیں انہوں نے احمدیت کی سچائی میں مندرجہ ذیل خواب دیکھی۔ ایک دفعہ آپ ربوہ آئیں اور اپنی یہ خواب سنائی۔

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک جگہ پانی بھرنے جا رہی ہوں۔ ایک صاف شفاف کنواں کا تازہ پانی ہے جہاں سے احمدی پانی بھر رہے ہیں۔ میں بھی وہاں انتظار میں کھڑی ہوں کہ باری آنے پر اپنا گھڑا بھرتی ہوں کہ کیا دیکھتی ہوں کہ دور ایک جھپڑ کے قریب ہمارے بہت سارے مولوی کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ میں وہاں چلی جاتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ وہ مولوی اُس جھپڑ سے پانی بھر بھر کر لے جا رہے ہیں۔ میں کہتی ہوں جہاں سے میرے مولوی پانی بھر رہے ہیں وہیں سے میں بھی بھرتی ہوں۔ جھپڑ کے قریب گئی ہوں تو دیکھتی ہوں کہ اُس کے پانی پر گندی کائی جمی ہوئی ہے اور پانی بھی گندہ ہے۔ لیکن مولوی وہی پانی بھر رہے ہیں اور مجھے بھی کہتے ہیں کہ تم بھی یہاں سے ہی بھر لو۔ کنوئیں پر نہ جانا۔ کیونکہ وہاں سے قادیانی پانی بھر رہے ہیں۔"

اس خواب پر وہ خود بھی پریشان تھیں اور سب نے بھی اُن کو بہت سمجھایا کہ اب تو آپ کو خدا تعالیٰ نے واضح حقیقت سمجھا دی ہے کہ احمدیت سچی ہے۔ اب تو آپ مان جائیں۔ اچھا اچھا کہتی رہیں کہ دیکھوں گی۔ پھر واپس پسرور چلی گئیں اور انہیں مولویوں کے زیر اثر احمدیت کے نور سے محروم رہ گئیں۔

ہمارے تینوں ماموں اور محترمہ والدہ ماجدہ سب ہی نہایت مخلص احمدی تھے بہت عبادت گزار تھے اور سب ہی خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر ہر آن اپنی رحمت کی بارش کرے اور ہر دم اُن کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(بقیہ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۷ پر)

وصایا

منظوری سے قبل اسے لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اطلاع کریں۔
(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۲۹۹۶۰:- میں محمد نسیم خان ولد مکرم محمد سیف خان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶-۲-۹۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

اس وقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے خاکسار صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے۔ اور مبلغ ۱۲۳۰/- روپے خاکسار کی تنخواہ ہے میں اپنی مذکورہ تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ تازیست صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر آئندہ کوئی مزید آمد ہوئی تو اس بارہ میں دفتر کو مطلع کروں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
مبشر احمد بٹ	محمد نسیم خان	شریف احمد

وصیت نمبر ۲۹۹۵۸:- میں غزالہ پروین زوجہ مکرم مبشر احمد صاحب بٹ ایم اے قوم احمدی پیشہ ملازمت و خانہ داری عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶-۲-۹۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میرے پاس غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے میری منقولہ جائیداد بصورت زیورات کی تفصیل منسلک ہے اُن کی کل قیمت مبلغ ۱۹۰۹۰/- روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی مزید جائیداد ثابت ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی علاوہ ازیں حق مہر بذمہ شوہر مبلغ ۵۰۰۰/- روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

بمطابق قاعدہ ۲۷ میں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے اور میرے ورثاء کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

اس وقت میری ماہوار آمد تنخواہ مبلغ ۱۲۶۵/- روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت باقاعدگی سے ادا کرتی رہوں گی۔ نیز اس کے علاوہ اگر کوئی آمد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع بھی مجلس کار پرداز مصالح قبرستان کو دینے کی پابند رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور ہوگی۔

گواہ شد	الاموصیہ	گواہ شد
مبشر احمد بٹ خاوند موصیہ	غزالہ پروین	منظور احمد

وصیت نمبر ۲۹۹۵۷:- میں امۃ الہادی شیرین زوجہ مکرم محمد زاہد قریشی قوم احمدی پیشہ امور خانہ داری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۹-۹۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱):- زیورات طلائی ۲۰ تولہ قیمت ۸۰۰۰۰/- (۲):- نقرئی زیورات ۵۰ تولہ قیمت ۵۷۰۰/- روپے۔ (۳):- میرا حق مہر دس ہزار روپیہ ہے جو کہ خاوند نے ادا کر دیا ہے۔ اور میں نے اس کے یونٹ (U.T.I) خرید لئے ہیں)۔ میرے پاس دو ہزار یونٹ ہیں جن کی موجودہ قیمت ۳۰۰۰۰/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ میں جو کبھی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ بناؤں گی اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری ماہوار آمد کوئی نہیں اس لئے میں ماہوار خورد و نوش مبلغ دو صد روپے پر حصہ آمد ادا کیا کروں گی۔

وصیت منظور ہونے پر میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کا حصہ جائیداد حسب قواعد ادا کروں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الاموصیہ	گواہ شد
محمد زاہد قریشی ولد محمد عابد قریشی	امۃ الہادی شیرین	ادریس احمد اسلم ولد یونس اسلم

وصیت نمبر ۲۹۹۵۹:- میں نفیس بانو زوجہ مکرم حکمت اللہ صاحب درویش قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۶۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۱۱-۹۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے (۱) حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰/- (۲) دو عدد چوڑیاں نقرئی اندازاً وزن ۲ تولے (۳) ایک عدد انگوٹھی نقرئی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ قیمت اندازاً ۵۰/- روپے

اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں میں اپنی اس جائیداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں کوئی جائیداد اس کے علاوہ اپنی زندگی میں پیدا کروں گی تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری وفات پر اگر کوئی جائیداد مزید ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میرے خاوند اس وقت مبلغ ۹۰۰/- روپے ماہوار فیملی الاؤنس صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کر رہے ہیں وہ خود بھی موصی ہیں۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ البتہ میں مبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار خورد و نوش کے اخراجات پر اپنے رہن سہن کے مطابق چندہ حصہ آمد ادا کروں گی۔

اس کے بعد صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے اگر کوئی شرح مقرر ہوگی تو میں اس کے مطابق چندہ حصہ آمد ادا کروں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الاموصیہ	گواہ شد
منظور احمد طاہر	نفیس بانو	حکمت اللہ درویش

دُعائے مغفرت

مکرم علی محمد صاحب بٹ آروانی مرحوم تحصیل کولگام

افسوس! ۲۹ راگست ۱۹۹۳ء بروز اتوار مکرم علی محمد صاحب بٹ آروانی تحصیل کولگام وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ مکرم محمد عظیم بٹ صاحب آروانی کے دوسرے فرزند تھے۔ جو شدید مخالفت بھرے ماحول میں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں میں شامل ہوئے تھے جب اس قدم کو تلوار کی دھار پر سے گذرنے سے بھی مشکل کام سمجھا جاتا تھا۔ اور آپ کے دو بیٹے مکرم محمد خلیل صاحب بٹ مرحوم اور مکرم علی محمد صاحب بٹ مرحوم معہ اہل خانہ نے بعد میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ دونوں بھائی موصی تھے اور دونوں کو بہت سے

امتحانات اور آزمائشوں میں سے گزرنا پڑا جس میں وہ دونوں ہمیشہ کھرے اُترے اور اُن کے ایمان میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آیا۔

مکرم محمد خلیل صاحب بٹ کی وفات ۵؍ فروری ۱۹۸۷ء کو ہوئی۔ اور آپ کو اُس وقت یہاں کے معاندانہ ماحول اور فضا نے عام قبرستان میں دفن کرنے سے روکا۔ پھر آپ کے وارثین نے اپنا ایک رقبہ اراضی مقبرہ کے لئے وقف کیا اور آپ یعنی محمد خلیل بٹ صاحب مرحوم سب سے پہلے اس میں مدفون ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُن کے حق میں یہ سعادت بھی بخشی کہ اُن کی وساطت سے احمدیہ قبرستان معرض وجود میں آیا۔ اور آج اُن کے دوسرے بھائی مکرم علی محمد صاحب بٹ بھی اس احمدیہ قبرستان میں دفن کیے گئے۔

علی محمد صاحب بٹ مرحوم گزشتہ دو ماہ سے علیل تھے۔ اب اُن کو سٹیٹ ہسپتال سرینگر میں دوسری بار داخل کیا گیا تھا۔ جہاں پر اُن کے معدہ کے پچھلے حصے میں آپریشن کیا گیا۔ تین روز تک وہ بہ صحت ہونے کی علامات ظاہر کرتے رہے مگر چوتھے روز یعنی ۲۹؍ اگست ۱۹۹۳ء کو آپ کی حالت خراب ہو گئی۔ اور تقریباً پونے چار بجے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم نہایت مخلص، دیانت دار اور ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ثابت ہوئے ہیں اور ہمیشہ پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار رہے ہیں۔

(غلام نبی ناظر باری پورہ۔ کشمیر)

مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم تیماپوری

افسوس! میرے خسر محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب مدرس وظیفہ یاب تیماپوری صدر جماعت احمدیہ گلبرگہ اچانک دل کا دورہ پڑنے سے مورخہ ۱۷ ستمبر رات کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ ۱۹۰۵ء میں بمقام تیماپور پیدا ہوئے۔ نہایت ہمدرد۔ معاف گو۔ سنجیدہ۔ باوقار۔ نماز کے پابند۔ تہجد گزار۔ قرآن مجید سے گہری محبت رکھنے والے۔ بزرگوں کا احترام کرنے والے۔ شرعی احکام کے پابند تھے۔ تقریباً تیس سال سے زائد یعنی وفات تک جماعت احمدیہ گلبرگہ میں صدر جماعت کی خدمات و فرائض انجام دیتے رہے۔ چونکہ آپ موصی تھے لہذا آپ کی وفات گلبرگہ میں ہونے پر یہاں سے یادگیر لیجایا گیا۔ مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے کثیر تعداد کی موجودگی میں نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان یادگیر میں امانتاً دفنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(محمد عبداللہ اُستاد احمدی گلبرگہ)

مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ مرحومہ حیدرآباد

خاکسار کی بڑی والدہ مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم بشیر الدین اللہ دین صاحب (نائب ناظم عمومی آرچھرا) مورخہ ۲؍ ستمبر ۱۹۹۳ء کو حیدرآباد میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ ایک لمبا عرصہ ضعیف پیری اور علالت کی وجہ سے فریش رہیں اور ہمیشہ صبر و شکر اختیار کیا بالآخر اپنے مولائے حقیقی کی طرف رحلت کر گئیں اگلے روز سکندرآباد میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ نیک اور دُعاگو خاتون تھیں احباب کرام سے ان کی مغفرت بلندی درجات نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

(حفیظ احمد الہ دین)

درخواست دعا

میرے والد مکرم چھکن انصاری صاحب آف سملیہ بہار ایک ماہ سے بعارضہ بخار علیل ہیں باوجود علاج کے افاقہ نہیں ہو رہا موصوف کی کامل شفایابی پریشانیوں کے ازالہ اور صحت و تندرستی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (مبارک احمد سملیہ فضل عمر پریس قادیان)

مکرم عبدالحمید صاحب شریف آف ساگر کرناٹک اپنے لئے اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں (مینیجر)

احمدی بزرگوں کی باتیں بقیہ صفحہ (۱۴)

جبکہ ماموں اللہ دیتا کی کوئی اولاد نہ تھی یہ کچھ عرصہ قادیان احمدیہ بورڈنگ اور کچھ عرصہ لاہور دہلی دروازہ بیرون دودھ دہی کی دوکان کرتے رہے۔ یہ بھی ہماری والدہ کی طرح بہت صاف دل مخلص خوش مزاج اور دل کھول کر مالی قربانی کرنے اور خدمت خلق کرنے۔ آپ سیالکوٹ میں احمدی غیر احمدی طلباء طالبات کو قرضہ حسنہ دے کر ان کی اعلیٰ تعلیم میں مدد کرتے۔ کامیابی کے بعد جو کوئی خوشی سے رقم واپس کر دیتا تو لے لیتے۔ ورنہ مطالبہ نہ کرتے اور اسی طرح کاروبار میں بھی لوگوں کو مدد دیتے۔ اس طرح مسلسل محنت کر کے دوسروں کی امداد کرتے چندے بھی خوشی سے ادا کرتے۔ ہمارے ساتھ بہت پیار تھا۔ ان کا چندہ تحریک جدید خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نے جاری رکھا ہوا ہے۔

ان کی بیوی محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ مرحومہ سیالکوٹ کی تھیں اپنے گھر میں اکیلی احمدی تھیں بہت مخلص خوش مزاج خوبصورت دونوں میاں بیوی ہنسوں کا جوڑا لگتے تھے۔ محترمہ ممانی صاحبہ کو حضرت چوہدری اسد اللہ خان صاحب رضی امیر جماعت احمدیہ لاہور کی بیگم صاحبہ نے اپنی بہن بنایا ہوا تھا۔ یہ اس طرح اتفاق ہوا کہ ایک دفعہ ممانی جان سیالکوٹ کسی کے گھر افسوس پر گئی ہوئیں تھیں وہاں یہ حضرت چوہدری صاحب کی بیگم بھی آئیں۔ انہوں نے ممانی جان کو دیکھا اور پاس آکر اُن کا نام پتہ پوچھا اور انکو اپنے گلے لگا لیا اور رو پڑیں۔ کہنے لگیں بالکل تیری ہو بہو کی میری بہن تھیں جو فوت ہو گئی ہے تم بالکل اُس کی شکل ہو۔ پس پھر ان کے درمیان محبت و پیار کا ایسا مضبوط رشتہ قائم ہوا کہ آپ دونوں چند دن بمشکل ایک دوسرے سے دور رہیں اُن کے بچے بھی آپ کو اپنی سگی خالہ کی طرح چاہتے لیکن موت سب بندھن توڑ دیتی ہے۔ آپ ہمارے ماموں جان سے کئی سال پہلے ہی بہشتی مقبرہ میں دفن ہو گئی تھیں۔ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب رض کی وفات پر حضرت چوہدری صاحب کی بیگم صاحبہ مرحومہ زندہ تھیں اُن کے تدفین کے بعد بیٹھی تھیں میں نے جا کر ان کو اپنا تعارف کروایا کہ میں آپ کی بہن عائشہ کی بھانجی ہوں۔ انہوں نے مجھے گلے لگا لیا اور بہت روئیں کہنے لگیں عائشہ کہاں نے اپنی بہن بنایا تھا وہ بھی مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گئی۔ ہمارے یہ ماموں اور ممانی جہاں بیٹھتے رونق لگا دیتے تھے۔ بہت مزاحیہ طبیعت تھی۔ عبادات الٰہی بھی بڑے انہماک سے کرتے تھے۔ نہیں قرأت اونچی آواز میں درد و سوز سے کرتے۔ دوسرے ماموں میاں جان محمد صاحب حکیم تھے۔ یہ حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسخہ جات استعمال کر کے مریضوں سے معمولی معاوضہ لیتے۔ مشکل سے گذر بسر کرتے۔ بہت صابر شاکر تھے انہوں نے بچوں کے بہت صدمے اُٹھائے آخری عمر میں جوان سالہ بیٹا فوت ہو گیا۔ ان مشکلات کے باوجود ان کے مزاج میں تلخی نہیں آئی۔ انہوں نے بے شمار بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ امرتسر دکان پر بھی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔ یہ سب حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے دعویٰ کی سچائی کے نشان ہیں۔ اگر کوئی ان قدموں کے نشان پر چلے تو سچائی کو پا سکتا ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام تو سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا تھے۔ آپ نے حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی نور سے اس دُنیا کو روشنی بخشی جیسے آپ فرماتے ہیں:-

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زادہ تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

درخواست دعا

خاکسار کی والدہ صاحبہ اہلیہ محترم سعید احمد صاحب درویش جو کہ اس وقت جرمنی میں اپنی بیٹی اور داماد کے پاس گئی ہوئی ہیں مختلف عوارض میں مبتلا ہیں گردے میں نقص ہے ڈاکٹری تشخیص کے مطابق دل بھی بڑھا ہوا ہے اور صحت بہت کمزور ہو چکی ہے۔

والدہ صاحبہ کی صحت، کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کیلئے دعا کی درخواست ہے نیز موصوفہ کی جرمنی سے واپسی بھی بخیر و عافیت دارالامان میں آنے کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے (مسعود احمد کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان)

خلاصہ خطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

اگر اپنی رُوح کو ان سے پیوستہ کر دو گے تو نقصان کا سودا کرو گے۔ یہی تبتّل ہے۔ اور فرار کا تعلق خوف سے ہے اور اس آیت میں دوسری چیزوں سے تعلق قائم کرنے سے ڈرایا گیا ہے۔

اِس مضمون کو حضور انور نے آیتِ کریمہ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ کا ترجمہ کرتے ہوئے مزید واضح فرمایا کہ اِلٰہ کا لفظ معبود پر بھی بولا جاتا ہے اور اُس ذات پر بھی جس کے ساتھ انسان کو اتنا فطری تعلق قائم ہو جائے جو دُوسرے سب تعلقات پر غالب آجائے۔ اِس آیتِ کریمہ نے اس مضمون سے بھی پردہ اُٹھا دیا کہ دُوسرے تعلقات کس حد تک جائز اور دُرست ہیں کہ اللہ کی محبت پر کسی اَور کی محبت غالب نہ آنے پائے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اصل کی حیثیت رکھتا ہے باقی سب تعلقات ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ فرمایا اس کی پہچان یہ ہے کہ جب اللہ کے تعلق کے مقابل پر دُوسرے تعلقات آتے ہیں تو وہ ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور خُدا کا تعلق اگر قائم رہتا ہے تو یہ فرار الی اللہ ہوتا ہے۔ اور کسی بھی اضطراب کی حالت میں جب انسان کسی پناہ کو ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ کہ جس کی خاطر تم نے یہ تعلق توڑا اسی ذات میں تمہیں امن نصیب ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ اگر ہر آزمائش کے وقت خُدا کی طرف حرکت میں تیزی پیدا ہو اور ہر خوف سے بچنے کے لئے اگر انسان خُدا کی پناہ تلاش کرے تو فرار اِلی اللہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو لامتناہی ہے۔ اس کے برعکس جس کو خدا کا عرفان حاصل نہیں اُسے دُنیا کی شش جہات میں فرار کی راہیں دکھائی دیتی ہیں۔ حالانکہ وہ ایک سراب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر توحید کا عرفان نہ ہو اور اس سے گہرا تعلق نہ ہو تو خدا کی طرف بھاگنے کا مضمون پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا ہر چیز خطرے سے امن کی طرف بھاگتی ہے۔ اور قرآن کریم نے کتنا عظیم الشان اعلان فرمایا ہے کہ ہر دُوسری چیز سے خطرہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف سے بچنے کا ایسا اعلان فرمایا کہ اس سے بہتر کوئی اعلان نہیں ہے۔ فرمایا ہر تعلق یقیناً مقامِ خوف ہے۔ اگر کسی تعلق سے ایسی وابستگی ہو کہ گویا وہ آخری تعلق ہے تو ایسے انسان کے مقدر میں ناکامی کے سوا کچھ نہیں آتا۔ حضور نے فرمایا کہ آیتِ کریمہ بتا رہی ہے کہ غیروں سے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور مومن کے لئے صرف ایک ہی جائے پناہ ہے کہ اللہ کی طرف دوڑے۔ فرمایا جب تک امن کی جگہ کا علم نہ ہو اس سے تعلق نہ ہو یقین نہ ہو کہ یہاں ضرور امن نصیب ہوگا تب تک فرار کا مضمون پیدا ہی نہیں ہوتا۔

حضور نے فرمایا یہ مضمون قرآن کریم میں اَور جگہوں پر بھی بدل بدل کر بیان ہُوا ہے۔ اِس ضمن میں حضور نے سورۃ الانشقاق کی آیت ۷-۱۳ کی تلاوت و ترجمہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو انسان اپنی تمام طاقتیں اللہ تعالیٰ کی خاطر صرف کر دے اور اپنے وقت کا ہر لمحہ اللہ کے لئے وقف رکھے تو اللہ اس سے وعدہ فرماتا ہے کہ وہ ضرور اس سے ملاقات کرے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اطلاق پاتی ہے تو اس کا مضمون یہ بنتا ہے کہ اے محمدؐ! تیری ہر کوشش تجھے خدا سے ملائے گی۔ ہر لمحہ تو خدا کی نئی شان اور نیا جلوہ دیکھے گا۔ حضور نے فرمایا جس کو خدا تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو اس کے سفر میں بھی بڑی مشقت پائی جاتی ہے۔ اور جس کے سامنے ایک مبہم تصور ہو اور یقینی قطعی حالت میں محبوب سے ناآشنائی ہو اور صرف عقیدۃً تسلیم کر لے کہ ایک خدا ہے اور اس کی طرف بڑھے بغیر نجات نہیں تو یہ سالک کے سفر کا آغاز ہے۔ ایسے سفر کا اختیار کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو قدم خدا کی طرف بڑھتا ہے وہ دُوسری سمت سے پرے ہٹتا جائے گا۔ اپنے تعلقات کی ہر منزل سے خدا کی طرف سفر کرنا بڑا مشقت کا سفر ہوتا ہے اس سفر میں خدا کی ملاقات کا یقینی وعدہ ہی ہے جو سالک کو قدم اُٹھانے کے لئے سہارا دیتا ہے۔

فرمایا اس آیت میں تبتّل کی دو انتہائیں بیان ہوئی ہیں۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبتّل کی انتہا ہے اس میں پیچھے سے کھینچنے والا کوئی رستہ نہ تھا۔ کوئی محبوب ایسا نہ تھا جسے چھوڑ کر اللہ کی طرف سفر فرما رہے تھے صرف اللہ کی کشش تھی باقی سب تعلقات ختم ہو چکے تھے۔ اس تبتّل میں رُوح محبوب کی طرف اڑتی دکھائی دیتی ہے۔ دُوسرا انتہا ابتدائی سفر کرنے والوں کا ہے جس میں ہر منزل پر دوسروں سے تعلق کاٹنے پڑتے ہیں۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ لیکن انجام بہرحال خُدا کی ملاقات ہے فرمایا کہ سفر آسان کرنا ہے تو ملاقات کا خیال غالب رکھو۔ ایسے سفر کرنے والوں کو اگر محنت کی کچھ نہ کچھ جزا ساتھ ساتھ نہ ملے تو سفر ناممکن ہو جائے۔ حضور نے فرمایا کہ آئن شٹائن کائنات پر غور کرنے کے نتیجہ میں یہاں تک پہنچا تھا کہ اس کا کوئی خالق و نگران ضرور ہے۔ لیکن اولوا الالباب وہ ہیں جو اگلا قدم اُٹھاتے ہیں اور اس ہستی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ صاحبِ ایمان ہی ہو سکتے ہیں۔ فرمایا تبتّل کی مختلف قسمیں ہیں جن پر آئندہ روشنی ڈالوں گا۔

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 — 649.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4B. MURARI LAL LAIN ANSARI ROAD, NEW DELHI - 110002 (INDIA)
PHONES :- 011-3263992, 011-3282643.
FAX :- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS .SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

ارشادِ نبویؐ
اَلصَّبْرُ رِضًا
(صبر راضی بقضا ہونے کا نام ہے)
—(منجانب)—
یکے از ارکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگولین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

NIR
"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔"
—(کشتی نوح)—
پیش کرتے ھیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے۔
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
—(پیش کش)—
بانی پولیمرز کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43 — 4028 - 5137 - 5206

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

وَلِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

مرکزِ احمدیت قادیان میں

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا سولھواں (۱۶) اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا پندرھواں (۱۵)

سالانہ اجتماع

اپنی مخصوص جماعتی روایات کے ساتھ

۲۲ ۲۳ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار منعقد ہو رہا ہے

اجتماع کی چند اہم خصوصیات

- قرآنِ مجید، احادیثِ نبوی اور ملفوظات حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام کا بصیرت افروز درس۔
- امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام۔
- دعاؤں، ذکرِ الٰہی اور نوافل سے معمور پُر کیف ماحول۔
- مجالسِ شوریٰ اور تلقینِ عمل کا اہتمام۔
- اخوتِ اسلامی اور مسابقت فی الخیرات کے ایمان افروز مناظر۔
- دینی، علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے دلچسپ پروگرام۔

اجتماع کی اہمیت

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ۔

- "جو نمائندے اِن اجتماعوں میں شامل ہوں گے وہ ایک نئی روح اور ایک نئی زندگی لے کر واپس جائیں گے۔" (الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۷۰ء)
- "یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور بہترین سبق ہے۔ اِس لئے احمدی نوجوانوں کو اِس طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔" (الفضل ۱۰ ستمبر ۷۲ء)
- "ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اجتماع میں ہماری پوری کی پوری جماعت کی نمائندگی ہونی چاہیئے۔"

الداعی:۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۳ء۔ رجسٹرڈ نمبر پی / جی / ڈی پی - ۲۳